مکارم الحفظ

مؤلفہ

جناب مولانا حافظ حفیظ اللہ خاں صاحب حفیظ

درخاست

ناشر

مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ شبلی گنج حیدرآباد
آندھراپردیش ۵۰۰۲۶۴ (الھند)

فون نمبر ۵۲۱۷۷۲

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

بعونہ تعالیٰ

رسالۂ حفّاظ

مسمّٰی باسم تاریخی

مَکَارِمُ الحَفَظَۃِ

۱۳۲۵ھ

جس میں حفظ قرآن کے تاریخی واقعات۔ شرعی احکام اور حفاظ قرآن کے فضائل وآداب مع متعدد فوائد وہدایات ودلچسپ قصص وحکایات کتب تفسیر، حدیث۔ فقہ۔ تجوید۔ تاریخ۔ سیر وغیرہ سے جمع کئے گئے ہیں۔

مؤلفہ

جناب مولوی حافظ حفیظ اللہ خانصاحب حفیظؔ (مولوی فاضل)

ناشر

مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ شبلی گنج، حیدرآباد ۵۰۰۲۶۴ (الھند)

فون نمبر ۵۲۱۷۷۲

سلسلہ مطبوعات اشاعۃ العلوم نمبر ۳

ماہ و سنہ طبع : اپریل ۱۹۸۹ء رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

تعداد طباعت : دو ہزار

فنِ کتاب : تاریخ حفظ قرآن

مقامِ طباعت : انٹرنیشنل آفسٹ پریس۔ کنگ کوٹھی حیدرآباد

قیمت :

ناشر

مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ شبلی گنج حیدرآباد

الہند

فون نمبر ۵۲۱۷۷۲

فہرست مضامین رسالہ مکارم الحفظ

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
حمد و نعت	۱	〃 امام شافعی رح	۶
تمہید تالیف رسالہ	〃	〃 سہل بن عبداللہ تستری رح	〃
نام رسالہ	۳	〃 قاضی ابو محمد اصفہانی رح	〃
التجا بجناب باری تعالیٰ عذر خواہی از ناظرین	〃	〃 سفیان بن عیینہ رح	〃
مقدمہ		〃 امام محمد شاگرد امام اعظم رح	〃
چند فوائد کا بیان		〃 ہشام ابن کلبی	〃
فائدہ ۱ قرآن مشکل کلام ہے مگر	۴	حکایت زن حافظ و مرد جاہل	〃
اللہ نے اسکا حفظ آسان	〃	فائدہ ۲ زبانی یاد ہونا قرآن	۷
کر دیا ہے۔		ہی کا خاصہ ہے۔	
قول حسین بن فضل رح	〃	قول سعید بن مسیب	۷
〃 امام حسن رض	〃	عبارت بعض مفسرین	〃
〃 ابن عباس رض	〃	قول ربیع بن انس	۸
〃 ابن سیرین رح	〃	قول زرف بکالی	〃
〃 قاضی عیاض رح	۵	کلام موسیٰ علیہ السلام	〃
چند بزرگوں کے حفظ کا ذکر	〃	ذکر امت محمدیہ در کتب سابقہ بخصوصیت	〃
ذکر امام جلال الدین سیوطی رح	〃	حفظ قرآن۔	
〃 سید اشرف جہانگیر رح	〃	فائدہ ۳ سلسلۂ حفظ قرآن	〃

مضامین	صفحہ
عہد صحابہ سے اس وقت تک جاری ہے	۹
قول امام غزالی در بیان تعداد حفاظ صحابہ	//
تاویل و توجیہ قول امام و توجیہ قلت حفاظ	۱۰
از اسقاط کے نام	//
حدیث انس کی تاویل جس میں چار حفاظ کی تخصیص ہے۔	۱۱
تاویل از قاضی ابوبکر باقلانی۔	//
// // ابن حجر	//
// // مازری	//
// // قرطبی	//
حوالہ معہ و فتح الباری	//
قراء صحابہ کا شمار	//
شہادت حفاظ بعہد خلیفۂ اول	۱۲
قرآن کے جمع کرنے کی وجہ	۱۳
حضرت اشعری کے ماتحت بعہد خلیفۂ ثانی تین سو سے زیادہ حفاظ تھے۔	//
صحابہ کرام کے قلت حفظ کی دوسری توجیہ	۱۳
قول صاحب ہدایہ	//
حضرت عمر و ابن عمرؓ کے سورۂ بقر حفظ کرنیکا ذکر	۱۳

مضامین	صفحہ
عہد نبوی میں حفظ قرآن کی قدر و منزلت	۱۴
معلوم نہیں کہ صحابہ کرام میں سب سے پہلے حافظ کون ہوا۔	//
حضرت زید سے اتقان قرآن میں کوئی مقدم نہیں۔	//
کیفیت حفظ قرآن در قرون اولی و زمانہ حال	۱۵
فائدہ ۴ پورے قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ و سنت عین ہے۔	//
سورۂ فاتحہ اور ایک سورہ کا حفظ واجب ہے	//
جس مقدار قرآن سے نماز ہوتی ہے اسکا حفظ فرض عین ہے۔	//
حفظ قرآن میں مشغول ہونا بمقابلہ دوسرے علوم فرض کفایہ کے افضل ہے۔	۱۶
فرض کفایہ و سنت عین ہونے کا ثمرہ	//
فائدہ ۵ فرضیت حفظ کی غرض و غایت	//
عبارت تفسیر بیضاوی	//
فائدہ ۶ ظاہر حدیث کی روسے قرآن دیکھ کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے	//
تاویل حدیث	۱۷

مضامین	صفحہ
اختلاف علماء دربارہ فضیلت تلاوت ناظرہ و حفظ۔	۱۷
بعض کے نزدیک دیکھ کے پڑھنا افضل ہے	//
بعض کے نزدیک زبانی پڑھنا افضل ہے	//
عبارت اتحاف السادہ	//
فیصلۂ محققین درباب تلاوت حفظ و ناظرہ	۱۸
عبارت مرقات	//
فائدہ ۷ بغیر معنی سمجھنے کے بھی قرآن پڑھنے میں ثواب ہے	۱۸
عبارت مرقات	۱۹
بچوں کی قرآن خوانی سے چالیس دن تک عذاب اوٹھالیا جاتا ہے	//
خواب امام احمد و مکالمہ بجناب باری عز اسمہ	//
قول عبدالرحمن اسکاف۔	//
شعر مولوی معنوی	۲۰
فائدہ ۸ حافظ قرآن کے عربی زبان میں بہت سے القاب ہیں	//
شمار القاب و الفاظ بمعنی حفظ	//
فائدہ ۹ قرآن انہیں کو حفظ ہوتا ہے	//

مضامین	صفحہ
جنھوں نے ازل میں حضرت رسالتمآب صلعم کی چشم مبارک دیکھی ہے۔	
عبارت دقائق الاخبار	۲۱
فائدہ ۱۰ قیامت کے قریب قرآن حفاظ کے سینوں سے نکل جائیگا۔	//
عبارت تفسیر خازن	//
باب اوّل	
فضائل حفاظ کا بیان	۲۳
فصل اول - احادیث فضیلت کے بیان میں	//
حدیث (۱) میری امت کا شریف حافظ قرآن ہے۔	//
ف تشریح حدیث	//
قصۂ حضرت عمر و نافع بن عبدالحارث	//
ہر ادنیٰ و اعلیٰ حافظ کے اعزاز کی ترغیب	۲۴
// (۲) سب سے زیادہ غنی حفاظ قرآن ہیں	//
تاویل معنی و مطلب غنا از سراج المنیر	//
// (۳) حافظ کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے	//
// (۴) حافظ کی تعظیم رسول کی تعظیم ہے	۲۵

مضامین	صفحہ
״ (۵) حفاظ اہل جنت کے سردار ہیں	۲۵
(۶) حافظ اسلام کا علم بردار ہے۔	
اسکی اہانت کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے	״
״ ۵) حافظ اور غیر حافظ میں ایسا فرق	״
ہے جیسا کہ خالق و مخلوق میں۔	
״ (۸) حافظ قرآن اللہ کا دوست ہے	״
اسکی دشمنی خدا کی دشمنی ہے۔ اور اسکی	
دوستی خدا کی دوستی ہے۔	
״ (۹) حافظ کی عقل ہمیشہ درست رہتی ہے	۲۶
ف تشریح حدیث	״
״ (۱۰) حافظ قرآن کی ایک دعا مقبول ہے[1]	״
״ (۱۱) حافظ معلم کلام اللہ اور نور الٰہی سے	״
ڈھکا ہوا ہے۔	
حکایت قاری ابوجعفر	״
״ (۱۲) حافظ اللہ کی رحمت سے گھرا ہوا ہے	۲۷
״ (۱۳) حافظ کیلئے وہ جنت ہے جسمیں	״
نہر رہاں ہے۔	
״ (۱۴) آسمان والے حفاظ کا ذکر کرتے ہیں	״
״ (۱۵) اسلامی جوش حفاظ میں ہوتا ہے	۲۸

مضامین	صفحہ
ف روایت جامع صغیر	۲۸
״ (۱۶) حافظ اپنے خاندان کے دس	״
آدمیوں کی شفاعت کریگا۔	״
ف روایت مشکوٰۃ۔	״
״ (۱۷) حافظ کے ماں باپ اگر مشرک ہونگے تو	״
ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔	״
״ (۱۸) حافظ کے والدین قیامت کے روز	۲۹
تاج پہنائے جائینگے الخ	
ف قول ابن حجر	״
״ (۱۹) حفاظ آنحضرت و صحابہ وغیرہ کے	״
خلیفہ ہیں۔	
״ (۲۰) حافظ اپنے دونوں پہلو میں نبوت کو	۳۰
مندرج کئے ہوئے ہے۔	
ف تشریح حدیث۔	״
״ (۲۱) حافظ سے جنت میں کہا جائیگا	״
کہ تو پڑھ اور ترقی کر۔	״
قول دلیل الفالحین و تائید از کنز العمال	۳۱
״ (۲۲) فرشتوں کا حافظ کو بشارت دینا	״
״ (۲۳) حافظ کیلئے قیامت کے دن خوشحالی ہے	۳۲

[1] حدیث نمبر (۱۰) کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔ کتاب میں اس کے مطابق درست کرلیا جائے ۱۲ منہ

مضامین	صفحہ
״ (۲۴) حافظ کے دیکھنے سے غضب الٰہی	۳۲
ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔	
״ (۲۵) زمین حافظ کا گوشت نہیں کھاتی	״
تنبیہ۔ حفاظ کی قبر سے آواز قرآن خوانی	״
سنی گئی ہے۔	
حکایت (۱) دو حافظ شہدا کا ذکر	۳۳
״ (۲) شیخ روزبہان کا ذکر	״
״ (۳) حافظ محمود قرآن خوان بلگرامی	״
کا ذکر۔	
حدیث (۲۶) قیامت کے دن	۳۴
حفاظ اللہ کے سایہ میں ہونگے	
ف۔ تین امور کے متعلق ایک روایت آئی	״
״ (۲۷) قیامت کے دن قرآن حافظ	۳۵
کو حلۂ کرامت و تاج کرامت پہنائیگا	
״ (۲۸) حفظ قرآن سے کسی نعمت کو	״
افضل جاننا ناشکری ہے۔	
ف روایت مقاصد الصالحین	״
״ (۲۹) حافظ قرآن کیلئے بیت المال	״
سے سالانہ دو سو دینار ہیں۔	״

مضامین	صفحہ
ف تفصیل مسئلہ از خزانۃ الروایات	۳۵
ذکر خلیفہ ولید بن عبدالملک	۳۶
״ (۳۰) حفاظ قرآن اللہ کے دوست اور	۳۶
اسکے خاص بندے ہیں۔	
ف روایت جامع صغیر	״
״ (۳۱) حافظ ہر بلا سے بچایا گیا ہے	״
ف تشریح حدیث	״
حکایت از سفرنامہ ابن بطوطہ	״
״ از حبیب السیر	۳۹
״ از رسالہ فضائل القرآن	״
״ (۳۲) حافظ قرآن کو آگ کا عذاب نہ ہوگا	۴۰
״ (۳۳) قرآن چمڑے میں جمع کیا جاتا تو اسکو	״
آگ نہ جلاتی۔	
ف بیان اقوال مختلفہ	״
״ (۳۴) حفظ قرآن پر یہود و نصاریٰ جلتے ہیں	״
״ (۳۵) مشغولین قرآن کو سائلین سے	۴۱
زیادہ نعمت ملیگی۔	
ف تشریح حدیث	״
״ (۳۶) حافظ باعمل و سخی بالمدار قابل رشک ہیں	״

مضامین	صفحہ
ف تشریح حدیث	۴۱
″ (۳۷) حافظ ناقص کو فرشتہ قبر میں تعلیم دیکر کامل بنائے گا۔	۴۲
ف قبر میں ایک سیب کے سونگھنے سے قرآن پورا حفظ ہو جائے گا۔	″
″ (۳۸) کند ذہن و معذورین کا اجر و ثواب۔	″
″ (۳۹) ماہر قرآن فرشتوں یا پیغمبروں کے ساتھ ہے۔	″
ف بعض الفاظ کے معنی کی تشریح	۴۳
″ (۴۰) قیامت کے دن قرآن حافظ بے عمل کی شکایت اور حافظ باعمل کی شفاعت کرے گا۔	۴۴
فصل دوم۔ مختلف اقوال و حکایات کے بیان میں	۴۵
(۱) قول امام شافعی رح	″
(۲) ″ شیخ محی الدین ابن عربی رح	″
(۳) ″ مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح	۴۶
(۴) ″ ابو یعقوب الزیات رح	″
(۵) ″ نعیم شافعی	۴۷

مضامین	صفحہ
(۶) ″ خلیفہ عمر بن عبد العزیز	″
(۷) حکایت فرزدق۔	″
(۸) حکایت سودان۔	۴۹
(۹) ″ سید محب اللہ بلگرامی علیہ الرحمہ	″
(۱۰) ″ امام زفر علیہ الرحمہ	″
(۱۱) ″ سید نور اللہ بلگرامی قدس سرہ	۵۰
(۱۲) ″ مشہور فاسق	″
(۱۳) ″ جامع ازہر مصر	۵۱
(۱۴) عربی اشعار	″

باب دوم

مضامین	صفحہ
آداب حفاظ کا بیان	۵۳
حفظ قرآن کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہیئے	″
قول ابوالدرداء	″
پہلی فصل حدیث انس	″
دوسری حدیث	۵۴
قول ابن مسعود	″
″ قول فضیل بن عیاض	۵۴
قول ابو سلیمان دارانی	″

مضامین	صفحہ
قول۔ میسرہ دربارۂ حافظ بدکار	۵۴
قول۔ حضرت علی رض در ترغیب عمل حفاظ	۵۵
بیان اخلاق حفاظ سلف از شرعۃ الاسلام	″
روایت کنانہ عدوی	″
نامۂ حضرت عمر در نصیحت حفاظ۔	″
فصل ۲۔ حفاظ کو دو باتوں کی ترغیب اول فن تجوید کی دوم آگاہی مطالب قرآن کی	۵۶
فصل ۳ تلاوت قرآن میں سستی نکرنا چاہیئے۔	″
روایت نسائی و مشکوٰۃ	۵۸
قرآن یاد کر کے بھولنا گناہ کبیرہ ہے	″
بھولنے کی وعید میں دو حدیثیں	″
قرآن بھولنے سے مراد کیا ہے	۵۹
تنبیہ قرآن ارتکاب معصیت سے بھولتا ہے	″
حکایت امام عمرو قاری	″
حکایت ابو عبد اللہ جلا	۶۰
حکایت ابن سقا جو نصرانی ہو گیا تھا	۶۱
فصل ۴۔ حافظ کو ہر چالیس روز میں ایک قرآن ختم کرنا چاہیئے۔	″

مضامین	صفحہ
چالیس روز سے کم مدت میں ختم کرنا بہتر ہے	۶۱
حدیث جس کی رو سے تین روز سے کم مدت میں قرآن ختم کرنے کی ممانعت ہے	۶۲
حدیث ممانعت کی تاویل	″
چند بزرگوں کا ذکر جنہوں نے قلیل مدت میں قرآن ختم کیا ہے	″
ذکر حضرت عثمان رض	″
″ سعید بن جبیر	″
″ تمیم داری	″
″ امام اعظم علیہ الرحمہ	″
″ امام شافعی	۶۳
″ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ	″
″ محمود بن یوسف	″
″ خواجہ حذیفہ مرعشی	″
″ شیخ ابو الحسن ہکاری	″
″ خواجہ ابو احمد چشتی	″
″ سلیم	
″ محمد بن فازہ	
″ خواجہ یوسف	

مضامین	صفحہ
″ ابن کاتب صوفی	٦٣
″ شیخ موسیٰ سدرانی	″
بیان قرارت سخب	٦٤
اکثر صحابہ سات راتوں میں ختم کرتے تھے	″
حضرت عثمان غنی شب جمعہ کو شروع کرتے اور شب پنجشنبہ کو ختم کرتے تھے	″
صراحت ہفت منزل قرآن مع وجہ تقسیم	″
ایسا نہ کرنا چاہئیے کہ سال بھر تک تلاوت قرآن چھوڑ دے اور رمضان آئے تو قرآن کا دور کرے۔	″
حفاظ کو چاہئیے کہ قرآن تہجد میں پڑھا کریں	٦٥
فصل ٥ - چند مسائل حسب حال حفاظ	″
فصل ٦ - خلوص نیت کا بیان	٦٦
حدیث بابت ترغیب خلوص نیت	″
حفظ میں ذاتی غرض و دنیاوی منفعت کو دخل نہ دینا چاہئیے۔	″
حدیث (١)	٦٧
″ (٢)	″
″ (٣)	″

مضامین	صفحہ
حدیث (٤)	٦٧
استئجار بالقرآن کا مسئلہ مختلف فیہ ہے	٦٨
چند کتابوں کے نام جن سے تحقیق ہوسکتی ہے	″
احتیاط کی ترغیب	″
حکایت ابوعمارہ حمزہ بن زیات رح	٦٨
حکایت امام اعظم علیہ الرحمہ	٦٩
حکایت ابو نصر سراج	″
تنبیہ - ایک ہی رات میں دو دو تین تین جگہ تراویح نہیں پڑھانا چاہئیے۔	″
ایک ختم کے بعد دوسرا ختم مسنون ہے یا نفل۔	″
نابالغ حافظ کی امامت	٧٠
خاتمہ	
چند ہدایات کا بیان	٧١
اس میں مسلسل آٹھ فقرے ہیں ہر ایک فقرے میں ایک ایک بات کی ہدایت ہے۔	
ضمیمۂ رسالۂ ہذا۔	٧٧
قطعہ تاریخ طبع رسالہ۔	٨٠

دیباچہ

یہ رسالہ جس کا تاریخی نام مکارم الحفظہ ہے اس کو میں نے ١٣٢٥ھ میں تالیف کیا تھا۔ ختم تالیف کے بعد ہی سے مجھے برابر یہ خیال رہا کہ یہ رسالہ جلد طبع ہوکر پبلک میں شائع ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ زمانہ کے گوناگوں حوادث وافکار نے اس خیال کو ایک عرصہ تک پورا نہ ہونے دیا اور اصل یہ ہے کہ جو وقت اس کی طبع واشاعت کا قضا و قدر نے مقرر کر رکھا تھا اس سے تقدیم و تاخیر ناممکن تھی مگر اب نہایت مسرت و فخر کا مقام ہے کہ اس تاخیر سے بموجب مثل "دیر آید درست آید" اس رسالہ کو مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن کی علمی قدر دانی و جوہر شناسی سے وہ مغتنم موقع نصیب ہوا جس سے بہتر کوئی دوسرا موقع اس کو میسر نہیں آسکتا۔ چنانچہ اب یہ رسالہ میری دیرینہ آرزو کے موافق مجلس موصوف کی طرف سے چھپکر شائع ہو گیا ہے جس پر میں اس مجلس کا تہ دل سے شکر گزار اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس علمی مجلس کو ہمیشہ سرسبز اور تمام حوادث سے محفوظ رکھے اور اس کے اسلامی فیوض و برکات سے ہر خاص و عام کو فیضیاب و بہرہ ور کرے۔ اور جو معزز حضرات اس کے حامی۔ سرپرست اور اراکین ہیں ان کو ہمیشہ دینی

و دنیاوی مقاصد میں شاد کام رکھے (آمین)

آجکل فلسفۂ جدید و مغربی تعلیم کی نہایت گرم بازاری ہے اور اس کا اثر یہانتک پھیلا ہوا ہے کہ بہت سے مسلمان جو اس اثر سے متاثر ہو چکے ہیں وہ اسلامی مسائل کو بھی مغربی اصول کی کسوٹی پر کستے ہیں۔ اور جو شرعی احکام مغربی اصول سے میل نہیں کھاتے ان کے اظہار و اشاعت سے چین بجبین ہوتے ہیں چونکہ اس رسالہ میں بھی اس کے موضوع کی نوعیت کے اعتبار سے ایسے ایسے مضامین درج ہیں جو اس نئی روشنی میں بالکل انوکھے معلوم ہوں گے اور مغربی اصول کی کسوٹی پر کسنے سے بادی النظر میں کھوٹے نظر آئیں گے۔ لہذا اس مقام پر اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس رسالہ کا وہ اصلی معیار بھی بتلا دیا جائے جو درحقیقت اس کے پرکھنے کے لئے مقرر ہے اور جس کی رو سے اسکی اصلی کیفیت و صداقت نمایاں ہو سکتی ہے۔

دراصل یہ رسالہ پرانے مذاق پر اُن پرانے خیال کے دیندار مسلمانوں کیلئے لکھا گیا ہے جن میں صرف حفظ قرآن۔ معمولی اردو نوشت و خواند کا رواج ہے اور ان کی بود و باش اکثر قصبات و دیہات میں ہوتی ہے اور خود اس کا موضوع بھی ایسا نہیں ہے کہ اس سے بجز ان دیندار مسلمانوں کے کوئی اور شخص دلچسپی لے اس کے ثبوت کے لئے یہ مشاہدہ کافی ہے کہ آجتک حفظ قرآن کا رواج عموماً ایسے ہی غریب مسلمانوں میں چلا آتا ہے۔ دوسرے مسلمان اپنے بڑے بڑے مشاغل میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کو بھلا اتنی فرصت کہاں کہ ایسے کام کے لئے اپنے نازک دماغ پر بار ڈالیں جس کا دنیا میں کوئی نتیجہ نہ نکلے۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ایسے بے علم۔ سیدھے سادے مسلمان ہر عالم ظاہر و باطن کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی باتوں کو صدق دل سے باور کر لیتے ہیں۔ نہ وہ کشف و کرامات کا نام سنکر چوکنے ہوتے ہیں نہ خواہ مخواہ کسی عالم کے ساتھ بدظنی و بدگمانی کرتے ہیں پس ایسے لوگوں کی ترغیب و تحریص کے لئے ان بزرگوں کے اقوال و اعمال کا نقل کرنا بھی نہ عقلاً مذموم ہے اور نہ شرعاً ممنوع۔

اب میں اس رسالہ کے مضامین کی کمیت و کیفیت سے بحث کرتا ہوں اور اس بات کو ظاہر کرتا ہوں کہ اس رسالہ کی ترتیب جمہور محدثین و فقہا کے مسلک پر ہوئی ہے۔

اس رسالہ میں دراصل چھ قسم کے مضامین ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) احادیث نبوی
(۲) مسائل فقہی
(۳) ادعیہ ماثورہ وغیرہ
(۴) تاریخی واقعات
(۵) کشف و کرامات
(۶) قصص و حکایات

۱۔ حدیثیں معتبر کتابوں سے لی گئی ہیں اور زیادہ تر کنز العمال سے ماخوذ ہیں جس کا ماخذ جمع الجوامع جامع صغیر۔ زوائد جامع صغیر[۵۱] ہے اور یہ کتابیں جیسی ہیں ان کا حال بیان ذیل سے ظاہر ہے۔

(الف) مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی جمع الجوامع کی نسبت[۵۲] فرماتے ہیں

[۵۱] زوائد جامع صغیر کا قلمی نسخہ دو جلدوں میں کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے ۱۲

[۵۲] دیکھو رسالہ اصول حدیث جو مشکوۃ کے اول ہیں ہے ۱۲

ولقد اورد السيوطي في كتابه جمع الجوامع من كتب كثيرة تتجاوز خمسين مشتملة على الصحاح والحسان والضعاف وقال ما اوردت فيها حديثا وسم بالوضع اتفق المحدثون على تركه ورده والله اعلم۔

جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں پچاس سے زیادہ کتابوں سے جو صحیح، حسن اور ضعیف حدیثوں پر مشتمل ہیں روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے کہ میں نے اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں نقل کی ہے جو موضوعیت کے ساتھ نامزد ہو اور محدثین نے اس کے ترک و رد پر اتفاق کیا ہو واللہ اعلم۔

(ب) امام جلال الدین سیوطی جامع صغیر کی نسبت خود فرماتے ہیں[۵۱]

صنته عما تفرد به وضاع او كذاب۔

میں نے اس کو وضاع یا کذاب کی خالص روایت سے محفوظ رکھا ہے۔

(ج) صاحب کنز العمال جامع صغیر اور اس کے زوائد کی نسبت لکھتے ہیں[۵۲]

ان المؤلف رحمه الله ذكر ان الاحاديث التي في الجامع الصغير وزوائده اصح واخصر وابعد من التكرار۔

مولف نے ذکر کیا ہے کہ جامع صغیر اور اس کے زوائد کی حدیثیں زیادہ صحیح ومختصر اور تکرار سے بہت بعید ہیں۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ کنز العمال موضوع حدیث سے مبرا ہے

۵۱ دیکھو دیباچہ جامع صغیر۔

۵۲ دیکھو دیباچہ کنز العمال ۱۲

لیکن ضعیف احادیث سے خالی نہیں۔ لہٰذا اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ فضائل حفظ قرآن جو فضائل اعمال کے قبیل سے ہیں ان میں ضعیف حدیثیں باتفاق جمہور محدثین وفقہا معتبر ہیں۔

(الف) ان الحديث الضعيف يكفي في فضائل الاعمال على ما صرح به جمهور المحدثين والفقهاء[۵۱]

ضعیف حدیث فضائل اعمال میں کافی ہے۔ جیسا کہ جمہور محدثین وفقہا نے تصریح کی ہے۔

(ب) ان الندب يثبت بالضعيف كما صرح به ابن الهمام في كتاب الجنائز من فتح القدير[۵۲]

استحباب ضعیف حدیث سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ابن ہمام نے فتح القدیر کی کتاب الجنائز میں تصریح کی ہے۔

(ج) قال النووي في الاربعين اتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف في فضائل الاعمال انتهى وقال احمد بن حجر المكي في شرحه الفتح المبين لانه ان كان صحيحا في نفس الامر فقد اعطى حقه والا لم يترتب على العمل به مفسدة تحليل وتحريم ولا ضياع حق للغير[۵۳]

نووی نے اربعین میں لکھا ہے کہ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اور احمد بن حجر مکی نے اس کی شرح فتح المبین میں لکھا ہے کہ جواز کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ فی الواقع صحیح ہو تو اس نے عمل کرکے اس کا حق ادا کیا اور اگر صحیح نہ ہو تو اس عمل سے نہ تحلیل وتحریم کی خرابی واقع ہوئی اور نہ کسی غیر کا حق ضائع ہوا۔

۵۱ سعایہ جلد اول ص۱۵۰ ۵۲ سعایہ جلد اول صفحہ ۱۷۹ ۱۲ ۵۳ تحفۃ الکملہ حاشیہ تحفۃ الطلبہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ ۱۲

(د) وفی انموذج العلوم للجلال	جلال الدین دوانی نے انموذج العلوم
الدوانی اذا وجد حدیث ضعیف	میں ذکر کیا ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت
فی فضیلة عمل من الاعمال ولم یکن	میں ضعیف حدیث پائی جائے اور وہ عمل
هذا العمل مما یحتمل الحرمة او الکراهة	حرمت یا کراہت کا محتمل نہ ہو تو اس پر
فانه یجوز العمل به ویستحب	عمل کرنا جائز اور مستحب ہے اس لئے کہ
لانه مامون الخطر مرجو	وہ خطر سے مامون ہے اور اس سے
النفع اذ هو دائر بین	نفع کی امید ہے کیونکہ وہ اباحت و استحباب
الاباحة والاستحباب فالاحتیاط	میں دائر ہے۔ پس احتیاط یہ ہے کہ بامید
العمل به رجاء للثواب انتهی[1]	ثواب اس پر عمل کیا جائے۔
(ه) یجوز عند العلماء التساهل	علماء کے نزدیک موضوع حدیث کو
فی اسانید الضعیف دون	چھوڑ کے ضعیف حدیث کی اسناد میں
الموضوع من غیر بیان	بلا بیان ضعف تساہل کرنا مواعظ و قصص
ضعفه فی المواعظ والقصص	وفضائل اعمال میں جائز ہے صفات باری تعالیٰ
وفضائل الاعمال لا فی صفات	و احکام حلال و حرام میں جائز نہیں۔ کہا گیا
الله تعالیٰ واحکام الحلال والحرام	ہے کہ امام نسائی کا مذہب یہ تھا کہ وہ
قیل کان مذهب النسائی	ہر ایسے شخص سے روایت کر لیا کرتے تھے
ان یخرج عن کل من لم یجمع	جس کا متروک ہونا متفق علیہ نہیں ہوتا تھا
علی ترکه وابوداود وکان	اور ابوداؤد کا بھی یہی مسلک تھا اور وہ

[1] تحفۃ الکملہ حاشیہ تحفۃ الطلبہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ ۱۲

یاخذ ماخذه ویخرج الضعیف	جس باب میں سوائے ضعیف کے کوئی
اذا لم یجد فی الباب	دوسری حدیث نہیں پاتے تھے اس میں
غیره ویرجحه علی	اسی کو نقل کر لیتے تھے اور اس کو لوگوں کی
رای الرجال[1]۔	رائے پر ترجیح دیتے تھے۔

۲۔ فقہی مسائل فقہ کی معتبر و مستند کتابوں مثلاً شامی۔ عالمگیری۔ فتاوی قاضی خاں۔ خزانۃ الروایات وغیرہ سے لئے گئے ہیں اور خاص وہی مسئلے لکھے گئے ہیں جو حنفی مذہب میں معتبر ہیں۔

۳۔ چند دعائیں رسالہ کے خاتمہ میں حفظ قرآن وغیرہ کے متعلق نقل کی گئی ہیں اس میں ایک دعا ترمذی شریف سے اور باقی مجربات دیربی سے نقل کی گئی ہیں۔ اور یہ دونوں کتابیں جس پایہ کی ہیں اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔

۴۔ تاریخی واقعات۔ تفسیر۔ حدیث۔ تاریخ۔ سیر وغیرہ کی معتبر کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ چنانچہ اس کی تصدیق مطالعہ کتاب سے بخوبی ہو جائے گی۔

۵۔ کشف و کرامات کا حال بزرگان دین کی کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے جو مسلمان مسئلہ "کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ" کے قائل ہیں ان کے نزدیک وہ کتابیں معتبر ہیں جن سے یہ مضمون لیا گیا ہے۔ اب اگر کسی صاحب کو اس نئی روشنی میں کشف و کرامات کی جھلک ناگوار معلوم ہو اور اس وجہ سے ان کے نزدیک وہ کتابیں بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہوں تو براہ کرم وہ ہمیں معاف فرمائیں۔ ہم اوپر خود لکھ آئے ہیں کہ ہمارا یہ رسالہ پرانے اصول پر پرانے خیال کے مسلمانوں کے لئے مرتب ہوا ہے۔

[1] رسالۂ اصول حدیث میر سید شریف جو ترمذی کے اول میں ہے۔

۶۔ قصص وحکایات سے سوائے انبساط خاطر وانشراح صدر کوئی اور مفاد نہیں تاہم اس رسالہ میں ایسے مضامین بھی مشہور ومعتبر رسالوں اور کتابوں سے لئے گئے ہیں البتہ ایک جگہ ایک زندہ مصنف کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ فلاں شخص نے اتنے قلیل عرصہ میں قرآن حفظ کیا تھا اگر یہ فی نفسہ صحیح ہو تو فبہا ورنہ اس کے ذکر سے کوئی حرج شرعی نہیں لازم آتا کیونکہ یہ کوئی حلت وحرمت کا مسئلہ نہیں ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رح جن کی جلالت شان اظہر من الشمس ہے اپنی کتاب خصائص الکبریٰ میں ہر قسم کے اقوال نقل کرتے ہیں چنانچہ خود فرماتے ہیں[1]۔

اعلم انی اذکر کل ماقال فیه عالم انه من خصائصه سواء کان علیه اصحابنا ام لا صحیحا ام لا فان ذلك داب المتتبعین المستوعبین وان کان الجهلة القاصرون اذا رأوا مثل ذلك بادروا الی الانکار علی مورده[1]	جاننا چاہیئے کہ میں ہر ایسے مسئلہ کا ذکر کرتا ہوں جسکی نسبت کسی عالم نے کہا ہے کہ یہ آنحضرتؐ کے خصائص میں سے ہے خواہ ہمارے اصحاب اس کے قائل ہوں یا نہ ہوں اور خواہ وہ صحیح مانا گیا ہو یا نہیں اس لئے کہ جو لوگ تتبع واستیعاب کے درپے ہیں انکا یہی شیوہ ہے اگرچہ کم فہم جہال جب ایسی بات کو دیکھتے ہیں تو بیان کرنے والے پر جھٹ رد وقدح کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔

جب ائمہ سلف بنظر استیعاب ہر قسم کے اقوال نقل کرنا جائز رکھتے ہوں تو ادنیٰ مولفین کی کیا حقیقت ہے بہرحال میں نے اس رسالہ میں ہر طرح کی احتیاط کی ہے تاہم ناظرین سے ملتمس ہوں کہ وہ خذ ما صفا ودع ما کدر پر کاربند ہوں اور براہ کرم میری کوشش کی قدردانی فرمائیں۔ فقط

مؤلف

[1] خصائص کبریٰ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن جلد دوم صفحہ ۲۳۲ ــ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ لِلْهُدٰی وَالْمَوْعِظَه وَنَوَّرَ بِاَنْوَارِہٖ عُیُوْنَ النَّاظِرِیْنَ وَصُدُوْرَ الْحَفَظَه ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ فِیْ کُلِّ لَحْظَه ۔ بِعَدَدِ مَا فِیْ جَمِیْعِ الْاَلْسِنَۃِ مِنْ نُقْطَۃٍ وَّحَرْفٍ وَّلَفْظَه

اَمَّا بعد مخفی نہیں کہ جسطرح قرآن مجید خدا کا مقدس ومطہر کلام ہے اسیطرح اس کی تلاوت کرنے والے۔ اسکے احکام پر چلنے والے خدا کے مقبول وبرگزیدہ بندے ہیں۔ اور ان میں زیادہ ممتاز ومحترم وہ گروہ ہے جس نے اسکو بلحاظ عظمت وبزرگی اپنے سینے میں محفوظ رکھکر اسکے صلہ میں شریعت غرا سے حامل القرآن کا مبارک خطاب حاصل کیا ہے اس لئے اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ گروہ اپنے اس کارنمایاں کی بدولت دنیا میں ہر طرح تعظیم وتکریم کے لائق اور آخرت میں اعلیٰ مراتب ومدارج کا مستحق ہے لیکن یہ امر بھی مسلم ہے کہ ہر ایک شئے جب تک کہ اپنے حد اعتدال پر قائم رہتی ہے اور اس میں افراط وتفریط کا دخل نہیں ہوتا اسی وقت تک وہ اپنے صفات یا خصوصیات کے ساتھ متصف ہونے کے قابل سمجھی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے غور کیجئے تو یہ کہنا بالکل بجا ودرست ہے کہ حامل القرآن کے لقب ودیگر فضائل وخصوصیات کے مستحق

دراصل وہی حفاظ ہیں جو حفظ قرآن کے ساتھ ان احکامات کے بھی پابند ہیں جنکی رعایت عموماً ہر مسلمان اور خصوصاً حافظ قرآن کو لازم ہے اور جو اس کے برخلاف ہیں گو وہ بظاہر اس طبقہ میں شمار کئے جائیں مگر حقیقت میں اس سے خارج ہیں۔ اسی لئے حدیثوں میں جہاں حامل القرآن کا لفظ آیا ہے اسکو شارحین نے حافظ باعمل کے معنی پر محمول کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو حفاظ احکام شرع کے پابند نہیں وہ محض دنیاوی اعتبار سے اس لقب کے ساتھ ملقب ہیں۔ اخروی اعتبار سے ہرگز اسکے اہل نہیں۔ اس اصول کے لحاظ سے جب ہم اپنے زمانہ کے حفاظ کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں سخت افسوس ہوتا ہے کہ انکی تعداد ظاہر لقب کے اعتبار سے تو ہر ملک و دیار میں غیر محصور و بے شمار پائی جاتی ہے۔ مگر اصل غرض کے اعتبار سے ہر جگہ بہت کم نظر آتی ہے علاوہ اس کے آجکل زمانہ کی نیرنگی سے بعض مسلمانوں کے خیالات اس قدر متغیر ہو گئے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو حفظ قرآن تو کیا ناظرہ قرآن پڑھانا بھی تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر خدا کا فضل ہمارے شامل حال نہ رہا تو اندیشہ ہے کہ آگے چلکر نہ حفاظ قرآن کی یہ رہی سہی قدر و منزلت باقی رہیگی اور نہ حفظ قرآن کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پس ان امور پر نظر کرنے سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مختصر رسالہ بزبان اردو حفاظ قرآن کے فضائل و آداب میں لکھوں جس سے انکو حفظ قرآن کے متعلق ہر ایک پہلو سے پوری پوری واقفیت حاصل ہو جائے اور اسکی رو سے خود فیصلہ کر لیں کہ حفظ قرآن کی بدولت دونوں جہان میں سرخروئی حاصل کرنیکی کیا صورت ہے نیز عام مسلمانوں کو اس امر کی اطلاع ہو جائے کہ حفظ کلام مجید اور حفاظ قرآن شریف کے کیا کیا فضائل و مراتب ہیں تاکہ وہ بخوبی

حافظ اور حفظ قرآن کے قدر دان و رتبہ شناس ہو جائیں اور ان میں بھی حفظ قرآن کا ذوق و شوق پیدا ہو چنانچہ میں نے یہ مختصر رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تالیف کیا اور اسکا تاریخی نام مَکَارِمُ الْحَفَظَۃ[۱] رکھا۔

اب اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اسکو قبول فرما کر میری نجات و مغفرت کا وسیلہ۔ حفاظ قرآن کی عبرت و نصیحت کا ذریعہ اور غیر حفاظ کے حق میں حفظ قرآن و قدر دانی حفاظ کا محرک بنائے۔

میں اس تالیف میں کسی امر کا مدعی نہیں ہوں۔ محض ناقل ہوں۔ اسی لئے ہر مضمون کے ساتھ ساتھ اسکا ماخذ بھی بتلا دیا ہے بلکہ اکثر اہم مقامات پر کتابوں کی اصل عبارتیں بھی ترجمہ کے ساتھ نقل کی ہیں تاکہ ناظرین کو پورا اطمینان ہو جائے اور بوقت ضرورت خود اصل کتاب میں دیکھ لیں علی العموم ہر کتاب کا مضمون اسی جگہ سے نقل کیا گیا ہے جو اسکا خاص مبحث ہے مگر بعض علوم کی کتابوں میں ضمنی مضامین بھی پائے گئے ہیں۔ اسلئے جہاں انکا ذکر آیا ہے وہاں اکثر صراحت کر دی گئی ہے کہ یہ مضمون فلاں مقام سے ماخوذ ہے پس ظاہر ہے کہ بحیثیت ناقل ہونیکے مجھ پر بجز تصحیح نقل کوئی دوسری ذمہ داری نہیں ہے البتہ یہ عرض کر دینا ضروریات سے ہے کہ اگر فہم مطالب ترجمہ عبارات ترتیب مضامین وغیرہ کے متعلق میری جانب سے کسی جگہ کی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو براہ کرم اسکو اپنے دامن اصلاح سے چھپائیں۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

---

[۱] مکارم مکرمت کی جمع ہے جسکے معنی بزرگی کے ہیں حفظہ حافظ کی جمع ہے۔ چونکہ اس رسالہ میں حفاظ کی بزرگیوں اور فضیلتوں کا بیان ہے اس لئے یہ نام علاوہ تاریخی نام ہونے کے رسالہ کا اسم بامسمیٰ ہونا بھی ظاہر کرتا ہے جیسا کہ مخفی نہیں۔

مقدمہ

(چند فوائد کے بیان میں)

فائدہ (۱)۔ قرآن شریف حقیقت میں مشکل کلام ہے جیساکہ ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۔

حسین بن فضل نے اسکی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ ایسا بھاری قول ہے کہ اسکا متمل کوئی نہیں ہو سکتا بجز اس شخص کے جسکا قلب توفیق الٰہی سے موفق اور جسکا نفس توحید باری سے مزین ہو۔[1]

اس لحاظ سے اس کا حفظ کرنا نہایت دشوار تھا مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اسکا حفظ اپنے دیندار بندوں پر آسان کر دیا ہے جیساکہ خود فرماتا ہے

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

حسن رضہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اگر پروردگار وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ نہ فرماتا تو زبانیں کبھی قرآن کے الفاظ کو نہ ادا کر سکتیں۔[2]

حضرت ابن عباس رضہ نے آیت مذکور کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ اپنے کلام کو بندوں کی زبان پر آسان نہ کرتا تو وہ کبھی کسی سے نہ پڑھا جاتا۔[3]

ابن سیرین رضہ نے ایک شخص کو سورۃ خفیفہ یعنی آسان سورہ کہتے ہوئے سنکر فرمایا کہ سورۂ خفیفہ نہ کہو بلکہ سورۃ میسرۃ (آسان کی ہوئی سورۃ) کہو کیونکہ وہ

[1] تفسیر فتح البیان سورۂ مزمل ۱۲ [2] روح البیان سورۂ قمر ۱۲ [3] تفسیر درمنثور سورۂ مزمل ۱۲

فی نفسہ آسان نہیں ہے بلکہ اسکو اللہ تعالیٰ نے آسان کیا ہے۔[1]

حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں۔[2]

مِنْهَا تیسیرہ تعالیٰ حفظہ لمتعلمیہ وتقریبہ علی متحفظیہ قال اللہ تعالیٰ وَلقد یسرنا القرآن للذکر وسائر الامم لا یحفظ کتبہا الواحد منہم فکیف الجماعۃ علی مرور السنین علیہم والقرآن متیسر حفظہ للصبیان فی اقرب مدۃ

قرآن کے وجوہ اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ اسکو اللہ تعالےٰ نے اسکے حفظ کرنیوالوں پر سہل و آسان کر دیا ہے جیساکہ خود فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر چنانچہ کل امت کی کتابیں باوجود سالہا سال گذرنے کے اُن میں سے ایک کو بھی یاد نہیں ہوتیں چہ جائیکہ ایک جماعت کو یاد ہوں اور قرآن شریف کو کمسن لڑکے بہت تھوڑی مدت میں یاد کر لیتے ہیں

(**تائید**) ذیل میں چند بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنھوں نے کمسنی یا تھوڑی مدت میں قرآن حفظ کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحہ نے اپنا حال لکھا ہے کہ میں تقریباً آٹھ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گیا تھا۔[3]

سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ سات برس کی عمر میں ساتوں قراءت کے ساتھ قرآن حفظ کر چکے تھے۔[4]

[1] تفسیر درمنثور سورۂ مزمل ۱۲ [2] شفائے قاضی عیاض ۱۲ [3] حسن المحاضرہ ۱۲
[4] خزینۃ الاصفیاء ۱۲۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ بھی سات سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے تھے۔[ف۱]

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رح فرماتے ہیں کہ میں چھ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر چکا تھا۔[ف۲]

قاضی ابو محمد اصفہانی رح کا بیان ہے کہ میں پانچ برس کی عمر میں حافظ قرآن ہو گیا تھا۔[ف۳]

حضرت سفیان بن عیینہ رح نے چار سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔[ف۴]

امام محمد بن حسن علیہ الرحمہ نے بحکم امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ پورا قرآن شریف سات روز میں یاد کیا تھا۔[ف۵]

ہشام ابن کلبی نے تین روز میں قرآن حفظ کیا تھا۔[ف۶]

علیٰ ہذا القیاس بے شمار بزرگوں نے کمسنی اور بہت تھوڑی مدت میں قرآن حفظ کیا ہے جنکا ذکر یہاں بخوف طوالت نہیں کیا جاتا۔

حکایت ۔ حضرت شیخ اسمٰعیل سہروردی لاہوری علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک روز ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ حضرت! میری بی بی حافظ قرآن ہے اور میں محض جاہل ہوں اسلئے وہ مجھے اپنے پاس آنے سے منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرے دل میں کلام الٰہی ہے۔ تمھاری قربت سے اسکی بے ادبی ہوگی میں اسبات سے عاجز ہو کر آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور التجا کرتا ہوں کہ یقیناً آپ میرے لئے ایسی دعا فرمائیں کہ میں بھی حافظ قرآن ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ چھ مہینے ہمارے ہاں رہو۔ انشاء اللہ حافظ ہو جاؤگے۔ یہ سنکر وہ بیچارہ زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ حضرت! ارباب عاشق کے دل میں اتنی تاب کہاں کہ چھ مہینے تک صبر کرے میں تو

ف۱ تاریخ خمیس ذکر خلیفہ مامون ۱۲ ف۲ خزینۃ الاصفیاء ۱۲ ف۳ شرح مسند امام اعظم از ملا علی قاری ہروی ۱۲ ف۴ قسطلانی شرح بخاری ۱۲ ف۵ رسالہ وقوف النبی مطبوعہ جونپور ۱۲ –
ف۶ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی ۱۲ –

ایسا بے قرار ہوں کہ دو روز بھی صبر نہ کر سکونگا۔ آپ کو یہ حالت دیکھکر رقت طاری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ کل کے روز جب ہم نماز فجر پڑھ کر سلام پھیریں اسوقت تم ہمارے سامنے دہنی جانب سے آؤ۔ خدا نے چاہا تو تم اپنی مراد کو پہونچ جاؤ گے۔ الغرض حسب ارشاد والا وہ شخص فجر کے وقت مسجد میں حاضر ہوا اور آپکی ہدایت کے بموجب عمل کیا۔ خدا کی قدرت جوں ہی آپ نے اپنی نظر کیمیا اثر اس پر ڈالی وہ حافظ قرآن ہو گیا بلکہ اور جاہل لوگ بھی جو دہنی جانب تھے وہ حافظ اور جو بائیں جانب تھے وہ ناظرہ خواں ہو گئے اس شخص نے یہ نعمت عظمیٰ پا کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور آپ کے زمرۂ مریدان میں داخل ہو کر اپنے مقصد کو پہونچا۔

فائدہ (۲) سینوں میں محفوظ ہونا قرآن شریف ہی کا خاصہ ہے۔ اگلی آسمانی کتابیں اسطرح محفوظ نہیں ہوئیں۔[ف۱]

سعید بن مسیب رض کا قول ہے کہ آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب سوائے قرآن مجید کے ایسی نہیں جو پوری زبانی پڑھی جاتی ہو۔[ف۲]

بعض مفسرین نے اس خصوصیت کا ذکر حسب ذیل کیا ہے۔[ف۳]

کونہ محفوظا فی الصدود سینوں میں محفوظ ہونا قرآن ہی کی خصوصیات سے
من خصائص القرآن لان من ہے اسلئے کہ اگلی امتیں اپنی کتابیں صرف
تقدم کانوا لا یقرءون کتبھم دیکھکر پڑھتی تھیں۔ جب انکو بند کر دیتی تھیں تو
الا نظرا فاذا اطبقوھا لم یعرفوا انکو انمیں سے کوئی چیز یاد نہیں رہتی تھی۔

ف۱ تفسیر کشاف پارہ ۲۱ رکوع اول ۱۲ ف۲ تفسیر معالم التنزیل سورۂ قمر ۱۲ –
ف۳ تفسیر روح البیان پارہ ۲۱ رکوع اول ۱۲

منھا شیئا سوی الانبیاء وما نقل عن قارون من انہ کان یقرء التوراۃ عن ظہر القلب فغیر ثابت۔

البتہ وہ کتابیں انبیاء کو یاد ہوتی تھیں اور یہ جو منقول ہے کہ قارون توریت زبانی پڑھتا تھا یہ کہیں ثابت نہیں ہے۔

ربیع بن انس فرماتے ہیں[1]

نزلت التوراۃ وھو وقر سبعین بعیرا یقرء الجزء منھا فی سنۃ ولم یقرءھا الا اربعۃ نفر موسیٰ ویوشع بن نون وعزیر وعیسیٰ علیھم الصلوٰۃ والسلام والمراد بقولہ لم یقرءھا یعنی لم یحفظھا ویقرءھا عن ظہر قلبہ الاھؤلاء الاربعۃ

توریت جو آسمان سے نازل ہوئی ستر اونٹ کا بوجھ تھی اسکا ایک جز سال بھر میں پڑھا جاتا تھا اسکو سوائے چار اشخاص موسیٰ۔ یوشع بن نون۔ عزیر اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کسی نے نہیں پڑھا۔ اس نہ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ ان چار شخصوں کے سوا کسی نے اسکو حفظ و از بر نہیں کیا۔

نوف بکالی نے کہا جس موقع پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی کا انتخاب کیا اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! میں تمھارے مرد۔ عورت آزاد۔ غلام۔ چھوٹے بڑے سب سے توریت کو زبانی پڑھواؤنگا۔ اسپر انکی قوم نے عذر کیا کہ ہم توریت کو زبانی نہ پڑھ سکینگے۔ اسلئے ہم اسکو دیکھکر پڑھنا چاہتے ہیں[2]۔

اسی بناء پر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں کہا کہ اے پروردگار! میں توریت میں ایک ایسی امت کو پاتا ہوں کہ اسکی کتاب اس کے سینہ میں ہوگی اور وہ اسکو زبانی پڑھیگی۔ اگر نقوش و خطوط نہوں تب بھی وہ اپنے پیغمبر کی شریعت کو بوجہ کمال

[1] تفسیر خازن جلد دوم پارہ ۹ آیت وکتبنا لہ فی الالواح ۱۲ [2] تفسیر خازن جلد دوم پارہ ۹ رکوع ۹ ۱۲

قوت و استعداد کے اپنے دل میں محفوظ رکھیگی اور توریت کا جب رسم و نقش مٹ جائیگا تو میری شریعت میں خلل پڑ جائیگا[1]۔

اسی خصوصیت کے باعث اس امت مرحومہ کی نسبت اگلی کتابوں میں[2] آیا ہے صُدُوْرُھُمْ اَنَاجِیْلُھُمْ یعنی یہ ایسی امت ہے کہ انکے سینے گویا کتب منزلہ ہیں۔ نیز وارد ہوا ہے[3] قُرْبَانُھُمْ نُفُوْسُھُمْ یعنی تقرب الٰہی کا ذریعہ خود ان کے نفوس ہیں۔

فائدہ (۳) اس میں کسی کو کلام نہیں کہ حفظ قرآن کا سلسلہ حضرت رسالت مآب صلعم ہی کے عہد مبارک سے جاری ہے[4] لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت کی زندگی میں کتنے صحابہ پورے قرآن کے حافظ ہو چکے تھے۔

(۱) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ چھ حضرات کے قائل ہیں جیسا کہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

وبھذا کان شغل الصحابۃ رضی اللہ عنھم فی الاحوال والاعمال فمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عشرین الفا من الصحابۃ لم یحفظ القران منھم الاستۃ اختلف فی اثنین منھم وکان اکثرھم

عمل و ریاضت کے مرجح ہونے سے صحابہ رضی اللہ عنہم احوال و اعمال میں مشغول رہا کرتے تھے چنانچہ آنحضرت کی وفات کے زمانہ میں بیس[5] ہزار صحابہ موجود تھے لیکن حافظ قرآن ان میں چھ ہی شخص تھے جن میں سے دو کے بارے میں اختلاف ہے اور اکثر صحابہ

[1] تفسیر روح البیان پارہ ۲۱ رکوع اول ۱۲ [2] تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ رکوع اول ۱۲ [3] حاشیہ تفسیر بیضاوی از شیخ زادہ ۱۲ [4] زبدۃ البیان فی رسوم مصاحف عثمان میں لکھا ہے وکان داب الصحابۃ رضی اللہ عنھم من اول نزول الوحی الی آخرہ المسارعۃ الی حفظہ ۱۲ [5] اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم میں بموجب قول آخر ایک لاکھ چودہ ہزار تعداد مذکور ہے ۱۲

یحفظ السورۃ او السورتین | ایک یا دو سورہ یاد کر لیا کرتے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف کا نزول آیت آیت اور سورہ سورہ علیحدہ طور ہوا ہے اسلئے نزول وحی یا قربت وحی کے وقت جو صحابہ رض حاضر ہوتے وہ اسے لکھ لیتے یا یاد کر لیتے تھے پس جن صحابہ کرام کو حضوری نزول وحی کا زیادہ اتفاق ہوا ہے انہیں بہت سی سورتوں کے جمع کر لینے کا موقع ملا ہے اور جنہیں کم اتفاق ہوا ہے انکے پاس زیادہ سورتیں جمع نہیں ہوئیں۔ پس تمام کلام اللہ حفظ نہ ہونے کا باعث یہ تھا کہ تمام کلام مجید انکے پاس جمع نہ تھا یہ وجہ نہیں کہ انہیں حفظ سے دلچسپی نہ تھی کیونکہ بعد میں جب تمام آیتیں اور سورتیں تحقیق ہو کر ایک مصحف میں لکھدی گئیں تو اسکے ساتھ ہی تمام قرآن مجید کی حفظ میں نمایاں ترقی ہو گئی۔ اور تھوڑے ہی زمانہ کے بعد صحابہ کرام کی ایک کافی جماعت نے تمام قرآن شریف کی حافظ بن گئی۔

قراءِ ستہ کے نام علی اختلاف الروایات حسب ذیل ہیں۔

بخاری و مسلم میں بروایت انس رض۔ ابی بن کعب[۱]۔ معاذ بن جبل[۲]۔ زید[۳]۔ ابو زید[۴] و بروایت ابن عمر رض بجائے زید و ابو زید کے عبد اللہ بن مسعود و سالم رض مولی حذیفہ مذکور ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ نے بروایت شعبی مرسلا ابو الدرداء رض و سعد[۱] بن عبید کو زیادہ کیا ہے[۲]۔

---

[۱] سعد بن عبید کی نسبت اصابہ میں لکھا ہے "وکان یسمی القاری ولم یکن احد یسمی القاری غیرہ یعنی اس زمانہ میں قاری کے لقب سے صرف یہی مشہور تھے" اور اسد الغابہ میں بعض کا قول لکھا ہے وھو اول من جمع القرآن من الانصار یعنی سب سے پہلے انصار میں انہوں نے قرآن حفظ کیا ۱۲

[۲] اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم ۱۲

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلعم کا انتقال ہوا اور بجز چار شخصوں کے کسی نے قرآن حفظ نہیں کیا۔ ایک جماعت ائمہ کی اس حصر کا انکار کرتی ہے اور مختلف وجوہ سے اسکا جواب دیتی ہے۔

قاضی ابو بکر باقلانی نے آٹھ طور سے جواب دیا ہے"

ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ ان چار شخصوں کا حصر قوم خزرج میں بہ نسبت قبیلۂ اوس کے ہے نہ عام قبائل کے"

مازری فرماتے ہیں حضرت انس رض کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ مجھے چار شخصوں کے سوا اور کسی کے حافظ ہونے کا علم نہیں ورنہ ظاہری معنی حدیث کے درست نہیں ہو سکتے کیونکہ صحابہ کرام تمام امصار و دیار میں منتشر تھے۔ انکا اکیلے ہر شخص سے ملکر حال دریافت کرنا عادۃً نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے اور جب یہ حصر ان کے علم کی رو سے ہے تو ہو سکتا ہے کہ واقع میں اور لوگ بھی حافظ ہوں"

قرطبی نے کہا ہے کہ جنگ یمامہ میں ستر قراء قتل ہوئے اور اسیقدر جنگ بیر معونہ میں آنحضرت صلعم کے عہد میں شہید ہوئے پس حصر مذکور یا تو اسلئے کیا گیا ہے کہ حضرت انس رض کو ان چار قراء سے زیادہ تعلق تھا یا اس لئے کہ ان کے ذہن میں صرف یہی چار تھے[۱]۔

اسی طرح عینی و فتح الباری میں بھی حدیث انس کی مختلف تاویلیں مذکور ہیں اور چار قراء کے علاوہ دیگر قراء کے نام بھی مندرج ہیں"

ابو عبید نے کتاب القراءت میں قراءِ صحابہ کا شمار اسطرح کیا ہے کہ

مہاجرین میں خلفاء اربعہ (ابو بکر صدیق رض[۱]۔ عمر فاروق رض[۲]۔ عثمان غنی رض[۳]۔ علی بن ابی طالب رض[۴])

---

[۱] تفسیر اتقان ۱۲

طلحہ[9]۔ سعد[10]۔ ابن مسعود۔ حذیفہ۔ سالم[10]۔ ابوہریرہ[11]۔ عبداللہ بن السائب۔ عبادلہ[15] یعنی (عبداللہ بن زبیر[12]۔ عبداللہ بن عباس[13]۔ عبداللہ بن عمر[14]۔ عبداللہ بن عمر بن العاص[15])
عائشہ[16]۔ حفصہ[17]۔ ام سلمہ[18]۔ انصار میں عبادہ بن صامت[19]۔ معاذ[20]۔ مجمع بن جاریہ[21]
فضالہ بن عبید[22]۔ مسلمہ بن مخلد[23]۔ اور تصریح کی ہے کہ ان میں سے بعض نے آنحضرت کے بعد حفظ کی تکمیل کی ہے۔ ابن داؤد نے انہیں میں تمیم داری[24] و عقبہ بن عامر[25] کو اور ابو عمرو دارانی نے ابو موسیٰ اشعری[26] کو ذکر کیا ہے[52]۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سات سو حامل قرآن مسلیمہ کذاب کے مقابلہ میں شہید ہوئے۔ چنانچہ نھایۃ الایجاز فی سیرۃ ساکن الحجاز میں لکھا ہے[53]۔

لما تولی الخلافۃ ابو بکر جھز الجیوش لقتال من ارتد بعد موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن جملتھا جیش جھزہ لقتال مسیلمۃ الکذاب ومن ارتد معہ من العرب وامر علیھم خالد بن الولید المخزومی فالتقیا وقاتلوا

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں سے لڑنے کے لئے جو بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتد ہو گئے تھے بہت سے لشکر بھیجے۔ منجملہ ان کے ایک وہ لشکر تھا جسکو آپ نے مسلیمہ کذاب اور اسکے ساتھ مرتد عربوں کی سرکوبی کے لئے خالد بن ولید مخزومی

[51] کرمانی نے کہا عبادلہ سے چار شخص مراد ہیں۔ عبداللہ بن زبیر۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ عمر۔ عبداللہ بن عمر بن العاص ۱۲ قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار۔ [52] تفسیر اتقان ۱۲ [53] اسیطرح مرقات لمعات وغیرہ میں بھی مذکور ہے ۱۲

قال شدیدا وانھزم المسلمون وقتل الف ومائتان منھم سبع مائۃ حاملۃ القرآن

کی افسری میں بھیجا تھا چنانچہ اس موقع پر دونوں فوجوں میں بہت خونریز جنگ ہوئی آخر کار مسلمانوں نے شکست[1] پائی اور انکے ایک ہزار دو سو آدمی شہید ہوئے جن میں سات سو (۷۰۰)[2] حامل قرآن تھے۔

اسی واقعہ کی بنا پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن شریف کے جمع کرنے کا خیال ہوا تھا جیسا کہ مشکوۃ میں مذکور ہے۔

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں صرف حضرت اشعری کی ماتحت تین سو سے زیادہ حفاظ تھے جیسا کہ باب دوم میں اسکا ذکر آئے گا۔

صحابہ کرام میں قلت حفظ کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ عمل و ریاضت کی طرف زیادہ متوجہ رہتے تھے جو سورہ سیکھ لیتے اسپر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے جیسا کہ اوپر امام غزالی کے قول سے ظاہر ہو چکا ہے۔

صاحب ہدایہ نے امامت کے بیان میں لکھا ہے۔

[1] دوسرے دن کی گھمسان لڑائی میں پہلے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے لیکن حضرت خالد کے اسلامی خلوص کے پرجوش نعروں اور تقویت ایمان کی ثابت قدمی نے پھر مجاہدین کو قائم کر دیا جس سے یکبارگی حملہ کرتے ہی عین لڑائی میں خود مسلیمہ اور اس کے بڑے بڑے فوجی بہادر مارے گئے۔ اور ابھی ایسا جوش تھا کہ بقیہ بھی تیغ کی گھاٹ اتارے جاتے مگر صلح کی تحریک ہو گئی۔ آخر حضرت خالد بہت سی غنیمت لیکر منصور و فتحمند واپس ہوئے۔ (خلاصۃ الصدیق)

[2] تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ اس جنگ میں اکثر حامل قرآن شہید ہو گئے تھے صرف تھوڑے باقی رہ گئے تھے۔ ۱۲

اقرءهم كان اعلمهم لانهم كانوا يتلقونه باحكامه۔	صحابہ کرام میں جو لوگ بڑے قاری ہوتے تھے وہ بڑے عالم بھی ہوتے تھے اسلئے کہ وہ قرآن شریف کو اسکے احکام کے ساتھ سیکھتے تھے

اسی بنا پر مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف سورۂ بقر کو بارہ سال میں حفظ کیا تھا[1]۔

اور ابن عمرؓ کی نسبت منقول ہے کہ انہوں نے سورۃ البقرہ کو آٹھ سال تک حفظ کیا ہے[2]۔

جناب رسالتمآبؐ کے عہد مبارک میں حفظ قرآن کی جو قدر و منزلت تھی اسکی ایک ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ آپ نے ایک محض مفلس شخص کا نکاح ایک عورت کے ساتھ صرف اسوجہہ سے کر دیا کہ اسکو بعض سورتیں زبانی یاد تھیں اسیطرح ایک شخص کو سورۂ بقر کا حافظ ہونے سے امیر قوم بنا دیا جیسا کہ کتب احادیث میں مروی ہے

ہنوز اسکی تصریح کسی کتاب سے نہیں معلوم ہوی کہ صحابۂ کرام میں سب سے پہلے پورے قرآن کا حافظ کون ہوا ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اتقان قران میں حضرت زید سے کوئی مقدم نہیں جیسا کہ مجمع البحار کی عبارت ذیل سے ظاہر ہے۔

اقرءكم ابي اي قارئكم لان زيد الم يتقدمه احد	اقرءکم ابی سے مراد یہ ہے کہ ابی قاری ہیں یہ نہیں کہ وہ سب سے بڑے قاری ہیں اسلئے کہ کوئی شخص زید سے

[1] حاشیہ ہدایہ محشی بحواشی مولانا محمد عبد الحی لکھنوی مرحوم ۱۲ - [2] اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم میں ہے اقام ابن عمر على حفظ البقرة ثمان سنين رواه مالك في الموطا ۱۲

فی اتقان القرآن	اتقان قرآن میں مقدم نہیں۔

الغرض آنحضرتؐ کے عہد مبارک سے لیکر آج تک ترقی کے ساتھ تمام اہل اسلام میں حفظ قرآن کا رواج چلا آرہا ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری رہے گا لیکن افسوس ہے کہ جو بات خیر القرون[1] میں تھی اب وہ نہیں رہی۔ اس زمانہ میں اسکی بنیاد بالکل خلوص و اخلاص پر تھی اور آجکل یہ شیوہ فی الجملہ ذریعۂ معاش سمجھ کر اختیار کیا گیا ہے کما يدل عليه المشاهدة۔

فائدہ (۴) پورے قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ و سنت عین ہے۔

کبیری شرح منیۃ المصلی میں لکھا ہے۔

ان حفظ ما يجوز به الصلوة فرض عين على كل مكلف وحفظ فاتحة الكتاب وسورة واجب وحفظ سائر القرآن فرض كفاية وسنة عين افضل من صلوة النفل"	قرآن کی جس مقدار سے نماز جائز ہوتی ہے اسکا حفظ کرنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض عین ہے سورۂ فاتحہ اور دوسری ایک سورۃ کا حفظ واجب ہے۔ تمام قرآن کا حفظ فرض کفایہ اور سنت عین ہے جو کہ نماز نفل سے افضل ہے

مظاہر الحق میں مذکور ہے کہ یاد کرنا قرآن کا اسقدر کہ جس سے نماز ہو جائے سب مسلمانوں پر فرض عین ہے اور یاد کرنا تمام قرآن کا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص مابین مشرق و مغرب کے حفظ کرلے تو سب کے ذمہ سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے اور یاد کرنا فاتحہ اور ایک سورہ[2] کا سب مسلمانوں پر واجب ہے کذا فی فتاوی الحجۃ

[1] اس سے زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین مراد ہے - ۱۲ [2] شامی وغیرہ میں لکھا ہے کہ سورہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ تین آیتوں کا بھی حکم یہی ہے ۱۲-

نیز مظاہر الحق میں مذکور ہے کہ فتویٰ دیا ہے بعض متاخرین نے اس پر کہ مشغول ہونا ساتھ حفظ قرآن کے افضل ہے مشغول ہونے سے اور علموں میں کہ فرض کفایہ ہیں نہ فرض عین۔"

طحطاوی میں فرض کفایہ وسنت عین ہونے کا ثمرہ یوں بتلایا گیا ہے کہ بعض کے حفظ کر لینے سے مسنونیت ہر مسلمان پر باقی رہتی ہے اور جب کوئی حفظ نہ کرے تو سب پر حفظ فرض رہتا ہے۔"

فائدہ (۵) فرضیت حفظ کی اصل غرض وغایت یہ ہے کہ قرآن مجید اس طرح محفوظ رہے کہ اس میں کسی شخص کو تحریف وتبدیل کا موقع نہ ملے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے۔

بل ھو بل القرآن آیات بینات	قرآن جو روشن آیتوں کا مجموعہ اہل علم[۱] کے سینوں
فی صدور الذین اوتوا العلم	میں محفوظ ہے کوئی شخص اس میں رد وبدل
یحفظونہ لا یقدر احد علی تحریفہ	کرنیکی قدرت نہیں رکھتا۔

فائدہ (۶) گو قرآن شریف دیکھکر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔ جیساکہ ذیل کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

عن عثمان بن عبد اللہ بن اوس الثقفی عن جد	حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ	ہے کہ زبانی قرآن پڑھنے کا ثواب ایک ہزار
الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجۃ وقرائۃ	درجہ ہے اور دیکھکر پڑھنے کا ثواب اس سے
فی المصحف تضعف علی ذالک الی الفی درجۃ (مشکوۃ)	دو ہزار درجہ تک زیادہ ہوتا ہے۔

[۱] معالم التنزیل میں ہے کہ حسن نے کہا اہل علم سے مراد حامل قرآن ہیں ۱۲ ۔

یہ حدیث شریف ترغیب وتحریص کے طور پر ہے پس بنظر احتیاط حافظ کو ہمیشہ صرف اپنے حفظ کے زعم پر کلام مجید کو چھونے اور اس میں دیکھکر پڑھنے کو عیب نہ سمجھنا چاہیے بلکہ جہانتک ہو سکے اسے دیکھکر پڑھنا چاہیے تاکہ تمام اعراب اقسام مواقف اور جملہ متشابہات ہر وقت اسکے مد نظر رہیں اور اس سے یہ قیاس نہ کرنا چاہیئے کہ ناظرہ خوان کا درجہ حافظ سے بڑھکر ہے۔ اس لئے کہ دیکھکر پڑھنے کی فضیلت زبانی پڑھنے پر بعض خارجی وجوہ سے ہے نہ باعتبار نفس قراءت کے یعنی دیکھکر پڑھنے کی فضیلت اسلئے ہے کہ اس سے قرآن شریف کے دیکھنے۔ اوٹھانے۔ اور چھونے کا موقع ملتا ہے۔ اور اس میں غور وفکر۔ استنباط معانی وغیرہ پر زیادہ قدرت ہوتی ہے بس اس حیثیت سے افضل ہے ورنہ جو شخص قرآن کا حافظ ہوتا ہے اسکا وہ درجہ ہے کہ جلیل القدر فرشتوں اور انبیاء کے ساتھ ہے کما فی شروح المشکوٰۃ۔

علاوہ اسکے اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف بھی ہے۔

(۱) ایک جماعت کی رائے ہے کہ دیکھکر پڑھنا مطلقاً افضل ہے جیساکہ حدیث مذکور کا ظاہر مفہوم ہے[۱]۔

(۲) بعضوں کے نزدیک زبانی پڑھنا مطلقاً افضل ہے۔

چنانچہ اتحاف السادہ میں منقول ہے۔

قال السیوطی وحکی الزرکشی	سیوطی نے کہا۔ زرکشی نے برہان میں یہ
فی البرھان ان القراءۃ من	قول نقل کیا ہے کہ زبانی پڑھنا مطلقاً
الحفظ افضل مطلقا وان ابن	افضل ہے اور ابن عبد السلام نے اسی کو

[۱] تفسیر روح البیان (پارہ ۲۱) (رکوع اول) میں لکھا ہے کہ یہی قول سلف سے مشہور ہے ۱۲

عبد السلام اختاره لان فيه من التدبر ما لا يحصل بالقراءة في المصحف (انتهى ملخصا)

اختیار کیا ہے اسلئے کہ زبانی پڑھنے سے جو تدبر حاصل ہوتا ہے وہ دیکھکر پڑھنے سے نہیں حاصل ہوتا۔

(۳) محققین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ افضل طریقہ تلاوت کا وہ ہے جس سے پڑھنے والے کو تدبر۔ تفکر و انشراح خاطر زیادہ حاصل ہو پس اس لحاظ سے اگر کسی کو یہ بات زبانی تلاوت سے زیادہ حاصل ہوتی ہو تو اس کے حق میں زبانی پڑھنا دیکھکر پڑھنے سے افضل ہے البتہ جب دونوں حالتیں برابر ہوں تو دیکھکر پڑھنے کو فضیلت ہے[۱]۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ بھی مرقات میں اس اختلاف کا ذکر کرتے ہیں۔

من ههنا اخذ جمع بان القراءة نظرا في المصحف افضل مطلقا وقال اخرون بل غيبا افضل مطلقا ولعلهم عملا بفعله عليه الصلوٰة والسلام والحق التوسط فان زاد خشوعه وتدبره واخلاصه في احدهما فهو الافضل والا فالنظر۔

اس حدیث سے ایک جماعت نے اخذ کیا ہے کہ قرآن کا دیکھکر پڑھنا مطلقاً افضل ہے اور دوسروں نے کہا نہیں بلکہ زبانی پڑھنا مطلقاً افضل ہے شاید یہ اس لحاظ سے کہ آنحضرتؐ کا فعل ایسا ہی تھا اور حق درمیانی صورت ہی یعنی ناظرہ و زبانی تلاوت میں سے جس طریق سے خشوع و خضوع تدبر و اخلاص زیادہ ہو وہی افضل ہے۔ البتہ بصورت مساوات دیکھکر پڑھنا افضل ہے۔

فائدہ (۷) بعض ناواقف سمجھتے ہیں کہ قرآن کا پڑھنا خواہ ناظرہ ہو خواہ

[۱] تفسیر روح البیان پارہ ۲۱ رکوع اول ۱۲۔

زبانی بغیر معنی سمجھے ہوے موجب ثواب نہیں۔ انکا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ قرآن شریف کے ہر طرح پڑھنے میں ثواب ہے البتہ معانی و مطالب سمجھ کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقات میں لکھتے ہیں۔

قال ابن حجر اما الثواب على قراءته فهو حاصل لمن فهم ومن لم يفهم بالكلية للتعبد بلفظه۔

ابن حجر نے کہا قرآن کے پڑھنے کا ثواب معنی سمجھنے والے کو بھی ملتا ہے اور اس شخص کو بھی جو بالکل معنی نہیں سمجھتا اسلئے کہ اسکے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا بھی ایک عبادت ہے

تفسیر ابن عادل میں حذیفہؓ و ابو سعیدؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی قوم پر حتماً عذاب بھیجنا چاہتا ہے مگر جب مکتب میں بچوں کو سنتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتے ہیں تو چالیس سال تک اُن سے عذاب اوٹھا لیتا ہے[۱]۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ الٰہی! جن چیزوں سے تقرب حاصل کرنے والے تیرا تقرب حاصل کرتے ہیں ان میں سے افضل کونسی چیز ہے ارشاد ہوا کہ اے احمد! سب سے افضل میرے کلام سے تقرب چاہنا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہی! سمجھ کے ساتھ یا بدون سمجھ کے بھی حکم ہوا کہ دونوں طرح سے[۲]۔

نقل ہے کہ عبد الرحمن اسکاف سے لوگوں نے پوچھا کہ کوئی قرآن

[۱] رسالہ فضائل القرآن اردو مولفۂ رئیس بھوپال و مثلہ فی خزانۃ الروایۃ

[۲] احیاء العلوم ۱۲

پڑھے اور یہ نہ جانے کہ کیا پڑھتا ہے تو کیا اسکو کچھ اثر ہوتا ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوا پئے اور یہ نہ جانے کہ کیا پیتا ہے تو دوا اوسکو کچھ اثر کرتی ہے یا نہیں مطلب یہ ہے کہ ضرور اثر کرتی ہے پھر بتلاؤ کہ قرآن کیوں اثر نہ کریگا[1]۔

حضرت مولوی معنوی اسی موقع پر مثنوی میں فرماتے ہیں۔

بازصندوقے پر از قرآں بداست زانکہ صندوقے بود خالی بدست

فائدہ (۸) حافظ قرآن کو عربی میں (۱) آل القرآن - (۲) اہل القرآن - (۳) صاحب القرآن (۴) جامع القرآن - (۵) حامل القرآن - (۶) واعی القرآن - قاری وغیرہ بھی کہتے ہیں اور حفظ قرآن کو لفظ (۱) جمع - (۲) حمل - (۳) وعی - (۴) ایعاء - (۵) احکام - (۶) اظہار استظہار وغیرہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں جیساکہ متون احادیث وکتب لغت سے ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ (۹) کتاب **دقائق الاخبار**[2] سے پایا جاتا ہے کہ قرآن مجید دنیا میں ان لوگوں کو حفظ ہوتا ہے جنکی روحوں نے روز ازل میں جناب رسالتمآب کی چشم مبارک دیکھی ہے۔ چنانچہ اسکی اصل عبارت یہ ہے۔

---

[1] انوار الاذکیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۔ [2] دقائق الاخبار مشہور ومعروف کتاب ہے لیکن مصنف کے نام میں اختلاف دیکھا گیا۔ کشف الظنون میں قاضی عبدالرحیم کی طرف منسوب ہے اسکے اردو ترجمہ صبح کا ستارہ میں امام غزالی کا نام لکھا ہے فہرست کتبخانہ آصفیہ سرکار نظام میں کسی اور کا نام درج ہے۔ بہر حال یہ امر محقق ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد عالم ہیں اور آپ ہی کے وجود سراپا جود سے ساری کائنات کا ظہور ہوا ہے اور آپ ہی کی ذات بابرکات صفات کائنات کا منبع ہے۔ پس حفاظ قران کو چاہیے کہ اپنی اس ازلی خوش نصیبی پر نازاں ہوں اور اللہ تعالے سے ہمیشہ آرزو کریں کہ جسطرح اس نے ابتدا میں اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا جشمی کرائی ہے اسیطرح انتہا میں بھی اپنے اور اپنے حبیب پاک کی دیدار سے مشرف فرمائے۔

ومنهم من رای عینیه فصار حافظا لکلام الله تعالی[1]	اُن ارواح میں سے جس نے آپکی دونوں چشم مبارک دیکھی وہ حافظ کلام اللہ ہوا۔

تفصیل اسکی یہ ہے کہ حق تعالے نے ازل میں عقیق سرخ سے ایک شفاف قندیل پیدا کی اور نور ختم المرسلین کو اس صورت میں کرکے جو دنیا میں ظاہر ہوئی اس قندیل میں رکھا تمام روحوں نے اس کے گرد طواف کیا اور ستر (۷۰) ہزار سال تک تسبیح وتہلیل کی پھر حق تعالے نے سب کو حکم کیا کہ اسکی طرف دیکھیں۔ جس شخص نے آپکے سر مبارک کو دیکھا وہ خلیفہ وسلطان ہوا جس نے پیشانی مبارک دیکھی وہ امیر عادل ہوا جس نے بھوؤں کو دیکھا وہ نقاش ہوا جس نے کانوں کو دیکھا وہ صاحب تمتع و باقبال ہوا اور جس نے آنکھونکو دیکھا وہ حافظ قرآن ہوا۔ علی ہذالقیاس ہر ایک دیکھنے والے میں ایک خاص عضو کے دیکھنے سے ایک خاص وصف پیدا ہوا[1]۔

فائدہ (۱۰) جسطرح دنیا کی ہر چیز اپنے اپنے وقت پر فنا ہونے والی ہے اسیطرح قیامت کے قریب قرآن مجید بھی اوراق مصاحف وصدور حفاظ سے نابود ہونے والا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ مسلم ومشہور ہے اور اسپر استدلال کی چنداں ضرورت نہیں ہے مگر مزید اطمینان کیلئے ذیل میں ایک سند بھی پیش کی جاتی ہے۔

قال عبد الله بن مسعود اقرءوا القران قبل ان یرفع فانه لا تقوم الساعة حتی یرفع قیل هذه المصاحف	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم قرآن کو پڑھ لو قبل اسکے کہ وہ اٹھالیا جائے کیونکہ قیامت اسی وقت قائم ہوگی جبکہ وہ اٹھالیا جائیگا۔ پوچھا گیا کہ خیر قرآن مصاحف

---

[1] ملاحظہ ہو دقائق الاخبار یا اسکا اردو ترجمہ صبح کا ستارہ ص ۱۲۔

ترفع فكيف بما في صدور الناس قال يسري عليه ليلا فيرفع ما في صدورهم فيصبحون لا يحفظون شيئاً[1]"	سے ترنا بود کر دیا جائے گا مگر جو لوگوں کے سینوں میں ہے اس کا کیا حال ہو گا فرمایا رات تک بدستور رہے گا۔ پھر سینوں سے محو کر دیا جائیگا۔ حتیٰ کہ جب صبح ہو گی تو کسی کو قرآن مین سے کچھ بھی زبانی یاد نہ رہیگا

چند فوائد جو مفید و ضروری تھے مقدمہ میں بیان ہو چکے اب آگے حفاظ قرآن کے فضائل و آداب دو بابوں میں بیان کئے جاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ وَهُوَ خَيْرُ رَفِيْقٍ ہ

[1] تفسیر خازن۔ پارہ (۱۵) رکوع (۱۰) آیت وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ الخ ۱۲

باب اوّل

(فضائل حفاظ کے بیان میں)

فصل اوّل۔ یہ احادیث فضیلت کے بیان میں۔

حدیث (۱) اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ (عن ابن عباس) (جامع صغیر)	میری امت کے شریف و بزرگ حامل بالقرآن حافظ قرآن ہیں اور وہ لوگ جو نماز تہجد وغیرہ کے ساتھ شب بیدار رہتے ہیں۔

ف سراج المنیر شرح جامع صغیر میں مرقوم ہے حملة القرآن سے مراد وہ حفاظ قرآن ہیں جو ہمیشہ قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور اصحاب الیل وہ لوگ ہیں جو رات کو بیدار رہکر نماز تہجد۔ قرات۔ استغفار۔ تسبیح وغیرہ میں مصروف رہتے ہیں۔

(تائید) دارمی میں روایت ہے کہ نافع بن عبد الحارث حضرت عمرؓ سے عسفان میں ملے اور اُن کو حضرت عمرؓ نے اہل مکہ پر حاکم بنایا تھا۔ انہوں نے سلام کیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تم نے اہل وادی (مکہ) پر کس کو حاکم بنایا ہے نافع نے کہا ابن ابزی کو حضرت عمرؓ نے کہا کون ابن ابزی۔ کہا جو ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے اُن پر مولی کو حاکم بنایا ہے۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین وہ کتاب اللہ کا قاری اور فرائض کا عالم ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا آگاہ رہو البتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کتاب کی

بد دلت ایک قوم کو بلند اور ایک قوم کو پست کریگا۔"

اس حدیث کے بموجب ہر شخص کو چاہیئے کہ حافظ قران و عالم دین کی عزت و توقیر کرے گو وہ خاندانی اعتبار سے کیسا ہی کم حیثیت و کم رتبہ ہو۔

حدیث (۲) عن ابی ذرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ ای الناس اغنی قالوا ابوسفیان بن حرب قال آخر عبد الرحمن بن عوف قال آخر عثمان بن عفان فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغنی الناس حملۃ القرآن من جعلہ اللہ فی جوفہ (کنز العمال)

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ سب سے زیادہ غنی کون ہے کسی نے کہا ابوسفیان بن حرب۔ کسی نے کہا عبد الرحمن بن عوف کسی نے کہا عثمان بن عفان۔ آپ نے فرمایا سب سے زیادہ غنی حفاظ قرآن ہیں جنکے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے قرآن کو رکھا ہے۔

(ف) سراج المنیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو حامل قرآن ہوتا ہے اُسے غنائی حقیقی یعنی غنائے نفس حاصل ہوجاتی ہے۔ اور دراصل غنا اسی کا نام ہے کثرت مال و متاع کا نام غنا نہیں ہے یا یہ مراد ہے کہ فی الواقع حامل قرآن جالب غنا ہوتا ہے۔

حدیث (۳) اکرموا حملۃ القرآن فمن اکرمھم فقد اکرم اللہ الا فلا تنقصوا حملۃ القرآن حقوقھم فانھم من اللہ بمکان کاد حملۃ القرآن

حفاظ قرآن کی عزت کرو کیونکہ جس نے انکی عزت کی اس نے اللہ کی عزت کی[۱]۔ خبردار۔ حافظوں کی بےحرمتی اور انکے حقوق میں کمی نکرو اسلئے کہ انکا اللہ تعالیٰ سے

[۱] ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ ان تین شخصوں کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے (۱) شیخ کبیر (۲) حافظ باعمل (۳) بادشاہ عادل کذا فی الجامع الصغیر ۱۲۔

ان یکونوا انبیاء الا انہ لا یوحی الیھم (عن ابن عمر) (کنز العمال)

نزدیک ایسا مرتبہ ہے کہ قریب ہے کہ نبی ہوجائیں مگر اُن پر وحی نہیں آتی۔

حدیث (۴) اکرموا حملۃ القرآن فمن اکرمھم فقد اکرمنی (عن ابن عمر) (جامع صغیر)

حفاظ قرآن کی عزت کرو البتہ جس نے انکی عزت کی اس نے میری عزت کی۔

حدیث (۵) اخرج الطبرانی من حدیث انس حملۃ القرآن عرفاء اھل الجنۃ (تفسیر اتقان)

طبرانی نے بروایت انس یہ حدیث بیان کی ہے کہ حفاظ قرآن اہل جنت کے روسا ہیں۔

حدیث (۶) حامل القرآن حامل رایۃ الاسلام ومن اکرمہ فقد اکرم اللہ ومن اھانہ علیہ لعنۃ اللہ (عن ابی امامۃ) (کنز العمال)

حافظ قرآن اسلام کا علم بردار ہے جسنے اسکی عزت کی اس نے اللہ کی عزت کی اور جس نے اسکو ذلیل کیا اسپر اللہ کی لعنت ہے۔

حدیث (۷) فضل حملۃ القرآن علی الذی لم یحملہ کفضل الخالق علی المخلوق (عن ابن عباس) (جامع صغیر)

حافظوں کی فضیلت غیر حافظوں پر ایسی ہے جیسی کہ خالق کی فضیلت مخلوق پر۔

حدیث (۸) حملۃ القرآن اولیاء اللہ فمن عاداھم فقد عادی اللہ ومن والاھم فقد والی اللہ (عن ابن عمر) جامع صغیر)

حفاظ قرآن اللہ کے دوست ہیں جس نے ان سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔

حدیث (۹) من جمع القرآن متعه الله بعقله حتی یموت (عن انس) (کنز العمال)

جو شخص قرآن حفظ کریگا اللہ تعالیٰ اسکی عقل کو مرتے دم تک صحیح و سالم رکھیگا۔

ف) تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے کہ جمع سے زبانی یاد کرنا مراد ہے۔ جو شخص قرآن زبانی یاد کرے گا اسکی عقل ہمیشہ تیز و درست رہے گی۔ اس میں ضعف و فتور لاحق نہ ہوگا۔

حدیث (۱۰) لحامل القرآن دعوة مستجابة (عن ابی امامة) (کنز العمال)[1]

حافظ قرآن مقبول الدعا ہوتا ہے[1]۔

حدیث (۱۱) حملة القرآن هم المعلمون کلام الله والمتلبسون بنور الله من والاهم فقد والی الله ومن عاداهم فقد عادی الله (عن علی) کنز العمال۔

حفاظ قرآن کلام الہی کے معلم ہیں اور اللہ کے نور سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی۔

حکایت) طبقات القرا[2] میں لکھا ہے کہ قاری ابو جعفر علیہ الرحمہ کا جب انتقال ہوا ان کے سینے میں غسل دیتے وقت ایک چیز بمنزلہ ورق مصحف کے نمودار ہوئی جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے دیکھکر بالاتفاق کہا کہ بلاشک یہ نور قرآنی ہے

[1] کنز العمال کی ایک دوسری روایت میں اتنا فقرہ زیادہ ہے ان شاء عجلها له فی الدنیا وان شاء اخرها له فی الآخرة یعنی اس دعائے مستجاب کا ظہور اللہ تعالیٰ یا تو دنیا میں کریگا یا آخرت میں ۱۲ منہ

[2] یہ کتاب شیخ محمد بن احمد توقی کی تالیف سے ہے اسکا ایک قلمی نسخہ کتبخانۂ آصفیہ میں موجود ہے اسی سے یہ مضمون نقل کیا گیا۔

حدیث (۱۲) حملة القرآن[1] هم المحفوفون برحمة الله الملبسون نور الله المتعلمون کلام الله من عاداهم فقد عادی الله ومن والاهم فقد والی الله یقول الله عز وجل یا حملة کتاب الله استجیبوا لله بتوقیر کتابه یزدکم حبا ویحببکم الی خلقه (عن عائشة) (کنز)

حفاظ قرآن اللہ کی رحمت سے گھرے ہوئے اسکے نور سے ڈھکے ہوئے ہیں اور کلام الہی کے متعلم ہیں۔ جس نے ان سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے قرآن کے حافظو! تم اللہ کی فرماں برداری کرو اسکی کتاب کی عزت و توقیر سے وہ تم سے محبت زیادہ کریگا اور اپنی مخلوق میں محبوب بنائے گا۔

حدیث (۱۳) فی الجنة نهر یقال له الریان علیه مدینة من مرجان لها سبعون الف باب من ذهب وفضة لحامل القرآن (عن ابن عباس) کنز۔

جنت میں ایک نہر ہے جسکا نام ریان ہے اسپر ایک شہر مرجان کا ہے جسکے ستر ہزار دروازے سونے چاندی کے ہیں۔ یہ حافظ قرآن کے لئے ہے۔

حدیث (۱۴) یا حملة القرآن ان اهل السموات یذکرونکم عند الله فتحببوا الی الله بتوقیر کتابه لیزداد لکم حبا ویحببکم الی عباده

اے حفاظ قرآن! آسمان والے تمہارا ذکر اللہ کے سامنے کرتے ہیں بس تم اللہ کے پیارے بنو اسکی کتاب کی عزت و توقیر سے۔ تاکہ تم سے دونی محبت کرے اور اپنے

[1] یہ ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جو یہاں بقدر ضرورت نقل کیا گیا ہے۔

(عن صهيب) (كنز العمال)

بندوں میں تم کو محبوب بنائے۔

حدیث (۱۵) الحدة تعتری جماع القرآن فی اجوافهم (فر) (كنوز الحقائق)

اسلامی حدت اور دینی حمیت ان لوگوں میں پیدا ہوتی ہے جو قرآن کو اپنے سینوں میں جمع کئے ہوئے ہیں۔

ف جامع صغیر میں ایک روایت یوں آئی ہے لیس احد احق بالحدة من حامل القرآن لعزة القرآن فی جوفه سراج المنیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ یہ حدت اس وقت ہوتی ہے جبکہ کوئی امر خلاف شرع دیکھا جائے۔

حدیث (۱۶) عن علی بن ابی طالبؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلم القرآن فاستظهره وحفظه ادخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیته كلهم قد وجبت لهم النار (مسند امام احمد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن شریف اسطرح سیکھے کہ اسکو زبانی واز بریاد کرے اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں داخل کریگا اور اسکی شفاعت کو اسکے خاندان کے ایسے دس شخصوں کے حق میں قبول کریگا جو سب کے سب دوزخ کے مستوجب ہونگے۔

(**ف**) مشکوۃ شریف کی روایت میں اتنی قید زیادہ ہے اذا عمل به فاحل حلاله وحرم حرامه یعنی یہ فضیلت اس وقت ہے جب حفظ قرآن کے ساتھ اسپر عمل بھی کرے اور اسکے حلال کو حلال حرام کو حرام جانے۔

حدیث (۱۷) فی الحدیث من استظهر القرآن خفف عن والدیه العذاب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے قرآن حفظ کیا۔ اس کے ماں باپ کے عذاب میں

وان كانا مشركين (روح البیان)[1]

تخفیف ہوگی اگرچہ وہ دونوں مشرک ہوں۔

حدیث (۱۸) عن معاذ الجهنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرء القران وعمل بما فيه البس والداه تاجا يوم القيمة ضوءه احسن من ضوء الشمس فی بيوت الدنيا لو كانت فيكم فما ظنكم بالذی عمل بهذا (مشكوة)

معاذ جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اسکے مطابق عمل کرے اسکے ماں باپ قیامت کے دن ایسا تاج پہنائے جائینگے کہ اسکی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوگی اس حال میں کہ آفتاب دنیا کے گھروں میں ہو یعنی نزدیک ہو جائے پس جب دوسروں کے حق میں یہ انعام ہوگا تو خود عمل کرنے والے کا حال کیا پوچھنا ہے۔

(**ف**) اس حدیث میں حافظ ابن حجر نے قرارت قرآن سے حفظ کرنا مراد لیا ہے، کذا فی المرقاۃ۔

حدیث (۱۹) الا ادلكم على الخلفاء منی ومن اصحابی ومن الانبياء من قبلی هم حملة القرآن والاحاديث عنی وعنهم

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو اپنے اور اپنے اصحاب اور انبیاء سابقین کے خلفاء کو نہ بتلاؤں یہ وہ لوگ ہیں جو محض خدا کی رضامندی وخوشنودی کے لئے قرآن کا حفظ عل

[1] اسی مضمون کی روایت شرعۃ الاسلام۔ تنبیہ الغافلین۔ عین العلم۔ خزانۃ الروایات میں بھی منقول ہے

فی اللہ و للہ (جامع صغیر)	کے ساتھ اور میری اور انکی[1] حدیثوں کی
	روایت کہنے والے ہیں۔

حدیث (۲۰) من قرء القرآن	جس شخص نے قرآن پڑھا اس نے
فقد استدرج النبوۃ بین جنبیہ	اپنے دونوں پہلو میں نبوت کو درج کیا
غیرانہ لا یوحی الیہ لا ینبغی	مگر اسپر وحی نہیں آتی حافظ قرآن کو سزاوار
لصاحب القرآن ان یجد فی من حد	نہیں کہ اپنے دل میں قرآن رکھکر تندمزاجوں کے
ولا یجھل مع من یجھل وفی جوفہ	ساتھ تندمزاجی اور جہالت کرنے والوں کے
کلام اللہ (عن ابن عمر) کنز العمال)	ساتھ جہالت کرے۔

(**ف**) اس حدیث میں قرات سے مراد حفظ ہے بقرینۂ جملہ ثانیہ و حدیث نمبر (۳) کما لا یخفی۔

حدیث (۲۱) یقال لصاحب القرآن	صاحب قرآن سے جبکہ وہ جنت میں
اذا دخل الجنۃ اقرء واصعد	داخل ہوگا کہا جائیگا پڑھ اور اوپر چڑھ پس
فیقرء ویصعد بکل آیۃ	وہ پڑھیگا اور ایک ایک آیت کے مقابلہ
درجۃ حتی یقرء آخر شئ معہ	میں ایک ایک درجہ اوپر چڑھیگا۔ یہانتک
(ابن ماجہ)	کہ اسکو جو کچھ اخیر میں یاد رہے گا وہ پڑھ
	ڈالیگا۔

(**ف**) حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث میں صاحب القرآن سے خاص حافظ قرآن مراد لیا ہے اور اس پر کئی قرینے پیش کئے ہیں جیساکہ مرقات شرح مشکوۃ

[1] اس سے مراد اصحاب اور انبیای سابقین ہیں ۱۲

میں مرقوم ہے۔

دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے پورے قرآن کے حافظ اور بعض سورتوں کے حافظ دونوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اسمیں کچھ شک نہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ حافظ کامل کے درجہ کو حافظ ناقص نہیں پہونچ سکتا۔

(**تائید**) کنز العمال میں ایک روایت اس مضمون کی بھی ہے کہ جنت کے درجوں کی تعداد آیات[1] قرآنی کی تعداد کے برابر ہے پس جو شخص اہل قرآن میں سے جنت میں داخل ہوگا اسکے درجہ کے اوپر کوئی درجہ نہ ہوگا۔

حدیث (۲۲) عن ابی ھریرۃ قال	ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے
ان اللہ عزوجل قرء طٰہٰ ویٰس	نے سورۂ طٰہٰ ویٰسین کو آسمان وزمین
قبل ان یخلق السمٰوات والارض	پیدا کرنے کے ہزار برس پہلے پڑھا تھا تو
بالف عام فلما سمعت الملئکۃ القرآن	فرشتوں نے قرآن سنکر کہا۔

[1] آیات قرآنی کی تعداد میں اختلاف ہے اتقان میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضؓ نے کہا ہے کہ تمام آیات قرآنی (۶۶۱۶) ہیں اور دانی نے کہا کہ چھ ہزار ہونے میں توکسی کو کلام نہیں البتہ اس سے زیادہ ہونے میں اختلاف ہے۔ بعضے کچھ نہیں زیادہ کرتے بعضے (۲۰۴) بعضے (۱۴) بعضے (۱۹) بعضے (۲۵) بعضے (۳۶) زیادہ کرتے ہیں۔

اور سراج القاری میں لکھا ہے کہ آیات کے شمار میں اختلاف ہے کوفی چھ ہزار دوسو چھتیس (۶۲۳۶) بیان کرتے ہیں اور یہ قول حضرت علی کی طرف منسوب ہے یہی مختار وراجح ہے بصری چھ ہزار دوسو سولہ (۶۲۱۶) شامی چھ ہزار دوسو پچاس (۶۲۵۰) اسمعیل بن جعفر مدنی چھ ہزار دوسو چودہ (۶۲۱۴) مکہ والے چھ ہزار دوسو بارہ (۶۲۱۲) عبد اللہ بن مسعودؓ چھ ہزار دوسو اٹھارہ (۶۲۱۸) کہتے ہیں اور حضرت عائشہؓ چھ ہزار چھسو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) فرماتی ہیں ۱۲

قالت طوبیٰ لامة ينزل عليهم	خوشحالی ہے اس امت کے لئے جس پر
هذا وطوبیٰ لاجواف تحمل	یہ نازل ہوگا خوشحالی ہے ان قلوب کیلئے
هذا وطوبیٰ لالسنة تتكلم	جو اسکو حفظ کرینگے - اور خوشحالی ہے
بهذا رواه الدارمی (مشکوٰۃ)	ان زبانوں کے لئے جو اسکو پڑھینگی -
حدیث (۲۳) طوبیٰ لمن يبعث	خوشحالی اس شخص کے لئے جو قیامت
يوم القيمة وجوفه محشو بالقرآن	کے روز اس حال میں اٹھایا جائیگا کہ
والفرائض والعلم (عن ابی	اسکا دل قرآن - فرائض اور علم سے
هريرة) (کنز)	بھرا ہوگا -
حدیث (۲۴) ان الله تعالیٰ ليغضب	البتہ اللہ تعالیٰ اخفا ہوتا ہے تو فرشتے اسکے
فتسلم الملئكة لغضبه فاذا نظر	غصہ سے گردن جھکا لیتے ہیں - لیکن
الى حملة القرآن تملاء رضا (عن	اسی حالت میں جب وہ حفاظ قرآن کیطرف
ابن عمر) (کنز العمال)	نظر کرتا ہے تو بیحد خوش ہوتا ہے -
حدیث (۲۵) اذا مات	جب حافظ قرآن مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ
حامل القرآن اوحى الله الى الارض	زمین کو حکم بھیجتا ہے کہ اسکا گوشت
ان لا تاكلی لحمه قالت	نہ کھانا اس پر وہ کہتی ہے اے اللہ
الهی كيف آكل لحمه	بھلا میں ایسے شخص کا گوشت کیونکر کھاؤنگی
وكلامك فی جوفه (عن جابر)	جسکے سینے میں تیرا کلام ہے -
کنز العمال)	

(**تنبیہ**) اس حدیث سے ان حکایات کی بھی فی الجملہ تصدیق ہوتی ہے جو

بعض بعض حفاظ کی قبر سے قرآن خوانی کی آواز سنائی دینے کے متعلق بیان کی جاتی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر تمثیلاً کیا جاتا ہے -

حکایت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اخبار الاخیار میں شیخ محمد ترک نارنولی کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ وہاں دو شہیدوں کی قبریں ہیں ایک کو بوجہہ بلندی زمین بلند شہید اور دوسرے کو بوجہہ نشیب زمین نشیب شہید کہتے ہیں - یہ دونوں شہدا حافظ کلام اللہ تھے کہتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے انکی قبروں سے تلاوت قرآن کی آواز سنی ہے جو بطریق دور پڑھتے تھے -

حکایت - صاحب خزینۃ الاصفیا شیخ روزبہان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابوطاہر جو شیخ روزبہان کے اصحاب میں سے ہیں کہتے ہیں کہ میں اور شیخ روزبہان ہر روز صبح کو قرآن کا دور کیا کرتے تھے - جب انکا انتقال ہوگیا دنیا میری نظر میں تیرہ و تاریک ہوگئی - ایک دن میں نے پچھلی رات کو اٹھکر نماز پڑھی اور شیخ کی قبر کے سرہانے بیٹھکر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا مگر مجھے اپنی تنہائی و بیکسی پر رونا آیا اسی حالت میں میں نے شیخ کی قبر سے تلاوت قرآن کی آواز سنی اور جبتک لوگ جمع نہیں ہوئے برابر سنتا رہا - یہی حال ایک عرصہ تک رہا مگر جب میں نے اسکا ذکر اپنے ایک دوست سے کردیا تو اس روز سے آواز کا آنا موقوف ہوگیا -

حکایت - صاحب ماٰثر الکرام[۲] نے بحوالہ کتاب اخبار الاصفیا رقم فرمایا ہے

---

[۱] ایک صحابی نے بھی ایک مردہ کو قبر میں سورہ ملک پڑھتے ہوئے سنا اور آنحضرت سے بیان کیا ہے جیساکہ مشکوٰۃ میں مروی ہے - [۲] ماٰثر الکرام حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ کی تالیفات سے ہے - اب آگرہ میں چھپ گئی ہے اور اخبار الاصفیا شیخ عبدالصمد خواہرزادہ شیخ فیضی و شیخ ابوالفضل کی تصنیف ہے جیساکہ ماٰثر الکرام میں مذکور ہے ۱۲

کہ حافظ محمود قرآن خواں بلگرامی قدس سرہ جو اپنے وقت کے ممتاز و برگزیدہ بزرگ تھے جب سے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو تشریف لے گئے ہمیشہ ہر شب جمعہ کو انکے مرقد منور سے قرآن خوانی کی آواز کاملین کو سنائی دیتی ہے۔

حدیث (۲۶) اخرج الدیلمی من حدیث علیؓ حملة القرآن فی ظل اللہ یوم لاظل الاظله (تفسیر اتقان)

دیلمی نے بروایت حضرت علیؓ یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس دن سوائے اللہ کے کسی کا سایہ نہ ہوگا اس دن حفاظ قرآن اللہ کے سایہ میں ہونگے

(ف) جامع صغیر میں بروایت حضرت علیؓ یہ حدیث بھی مروی ہے کہ اپنی اولاد کو تین باتیں سکھاؤ اول اپنے پیغمبر کے ساتھ محبت کرنا **دوسری** اس کے اہل بیت کے ساتھ محبت کرنا **تیسری** قرآن حفظ کرنا کیونکہ حفاظ قرآن قیامت کے روز اللہ کے سایہ میں اس کے انبیا و اصفیا کے ساتھ ہونگے۔

حدیث (۲۷) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال یجیٔ صاحب القرآن یوم القیٰمة فیقول یارب حله فیلبس تاج الکرامة ثم یقول یارب زدہ فیلبس حلة الکرامة ثم یقول یارب ارض عنه فیرضی عنه فیقال له اقرء وارق ویزداد بکل آیة حسنة ھذا حدیث حسن (ترمذی)

ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب قرآن آئیگا تو قرآن کہیگا اے رب اسکو حلہ پہنا پس اسکو تاج کرامت پہنایا جائیگا۔ پھر کہیگا اے رب زیادہ کر پس حلہ کرامت پہنایا جائے گا۔ پھر کہیگا اے رب تو اس سے راضی ہو پس وہ راضی ہوگا اور اس سے کہا جائیگا کہ پڑھ اور ترقی کر اور ہر آیت کے مقابلہ میں اسکی ایک نیکی زیادہ کیجائیگی

حدیث (۲۸) من اعطاہ اللہ حفظ کتابه فظن ان احدا اعطی افضل مما اعطی فقد غلط افضل النعمة (عن رجاء الغنوی مرسلا) (کنز العمال[۱])

جس شخص کو اللہ تعالے نے اپنی کتاب کا حفظ نصیب کیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ کسی شخص کو اس سے بہتر چیز دی گئی تو اس نے بڑی بھاری نعمت کی بے قدری کی۔

(ف) مقاصد الصالحین میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف حفظ ہوا اور وہ یہ جانے کہ مجھ سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالے نے کسی کو دی ہے اُس نے گویا اپنے تئیں قتل کیا؟

حدیث (۲۹) حامل کتاب اللہ تعالے له فی بیت مال المسلمین فی کل سنة مائتا دینار (عن سلیك الغطفانی) (کنز)

حافظ قرآن کے لئے مسلمانوں کے بیت المال سے سالانہ دوسو دینار ہیں۔

(ف) تیسیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ یہ تعین کافی ہونے کی تقدیر پر ہے اور اگر کافی نہو تو اس مقدار میں حسب ضرورت زیادتی ہوسکتی ہے اسیطرح اگر یہ مقدار ضرورت سے زیادہ ہو تو اس میں کمی بھی ممکن ہے۔

(**تائید**) خزانة الروایات میں لکھا ہے کہ دستور القضاۃ کے باب المتفرقات میں بستان ابو اللیث سے منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی پورا قرآن حفظ کرلے اسکا حصہ بیت المال میں سالانہ دوسو دینار یا دو ہزار درہم ہے اور جو

---

[۱] اس متن کی روایت عین العلم و شرح الشنوانی علی خصائص الحبیب وغیرہ میں بھی منقول ہے ۱۲

آدھا قرآن حفظ کرے اسکا حصہ ایک سو دینار یا ایک ہزار درہم ہے اور
عقد اللآلی و ملتقط ناصری میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ
ہر قاری کے لئے سالانہ دو سو دینار یا دو ہزار درہم ہیں اگر اسکو دنیا میں مل گئے تو
فبہا ورنہ آخرت میں لیگا اور فتاوی کامل میں مرقوم ہے کہ ہر عالم و حافظ کا بیت المال
میں حق ہے سالانہ دو سو دینار یا دو ہزار درہم اگر والی انکو دنیا میں نہ دیگا تو آخرت
میں اسکی نیکیوں میں سے دلایا جائیگا اور اگر نیکیاں نہ رکھتا ہوگا تو لے کے گناہوں کا بار اسپر
ڈالا جائے گا۔"

تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک حفاظ قرآن کے ساتھ
سلوک کرتا تھا اور انکی طرف سے انکے قرض و دام ادا کر دیتا تھا۔

حدیث (۳۰) اہل القرآن اہل اللہ وخاصتہ (ابن ماجہ) | اہل قرآن اللہ کے دوست اور اسکے خاص بندے ہیں۔

(ف) جامع صغیر میں ایک حدیث بدیں الفاظ مروی ہے آل القرآن آل اللہ
سراج المنیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ آل القرآن سے حافظ باعمل مراد ہے
اور آل اللہ سے اولیاء اللہ۔

حدیث (۳۱) حامل القرآن موقی (عن عثمان) (جامع صغیر) | حافظ قرآن حفاظت کیا گیا ہے۔

(ف) شرح جامع صغیر میں لکھا ہے یعنی ہر آفت و بلا سے بچایا گیا ہے۔ پس
جو شخص اسکو ایذا دے گا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔

(حکایت) ابن بطوطہ نے اپنے مشہور سفرنامہ میں جزائر جنوبی ہند کے

ذکر میں ایک جزیرہ کا واقعہ لکھا ہے کہ یہاں کے باشندوں کے اسلام قبول کرنیکی
حقیقت جسطرح کہ یہاں کے چند معزز و معتبر عالموں نے مجھسے بیان کی ہے یہ ہے
کہ جب یہاں کے لوگ کافر تھے تو ہر مہینہ بعد انہیں ایک بھوت دکھائی دیتا تھا جو
سمندر کی طرف سے آتا تھا اسکی شکل ایسی تھی جیسے کوئی جہاز جس میں بے شمار شمعیں
روشن ہوں جب یہ لوگ اسے دیکھتے تھے تو اُن کا دستور تھا کہ ایک کنواری لڑکی
کو عمدہ لباس پہنا کر اُس بتخانہ میں جو سمندر کے کنارے پر تھا اور جسکی کھڑکیاں سمندر
کی طرف تھیں بٹھا کر چلے آتے تھے۔ اور صبح کو جا کر دیکھتے تھے تو اُسے مُردہ پاتے تھے
قدیم زمانہ سے اُن میں یہی دستور چلا آتا تھا اور اسطرح سے بیشمار جانیں ضائع ہو چکی
تھیں بعد ازاں ایک عرب مسمی ابو البرکات بربری آیا جو بڑا عابد و زاہد اور حافظ
قرآن تھا اتفاقاً وہ جزیرہ محل میں ایک بڑھیا عورت کے گھر میں اترا ایک دن
اُسنے گھر کی مالکہ کے ساتھ کئی عورتوں کو ماتم کرتے ہوئے دیکھا اور اسکا سبب دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ اب اس ضعیفہ کی باری آئی ہے کہ وہ اپنی لڑکی بھوت کو نذر دے
اس عرب نے جو کہ بے ریش و بے مروت تھا سنکر کہا کہ تو کچھ پروا نہ کر آج میں تیری لڑکی
کے بدلے بھوت کے پاس جاؤنگا اگر وہ مجھے لے گیا تو تیری لڑکی بچ گئی اور اگر
نہ لے گیا تو سارے جزیرہ کی مشکل آسان ہو گئی۔ چنانچہ وہ لوگ عرب مذکور کو لڑکی کے
بدلے بتخانہ میں لے گئے وہ بتخانہ میں کیہ و تنہا کھڑکی کے پاس بیٹھ گیا اور تلاوت
قرآن شروع کر دی جسوقت وہ بھوت آگ کیطرح شعلہ مارتا ہوا آیا عرب کو دیکھکر
فی الفور سمندر میں کود پڑا اور غائب ہو گیا۔ عرب مذکور صبح تک قرآن پڑھتا رہا
اس حالت میں ضعیفہ مع رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں کے وہاں پہونچی

کہ اسکو نکال کر اپنے دستور کے موافق جلائیں۔ لیکن جب اسکو صحیح وسالم تلاوت قرآن میں مشغول پایا تو ان کو بہت تعجب ہوا۔ بالآخر بڑھیا نے شہر کے حکام تک یہ ماجرا پہونچایا۔ عرب مذکور طلب کیا گیا۔ بادشاہ نے بڑے اشتیاق سے کل ماجرا اسکی زبانی سنا بادشاہ کو اس سے اسلام کی عظمت وبرکت معلوم ہوئی اور عرب نے اسکو اسلام کے اصول بتلائے مگر بادشاہ نے اسوقت دعوت اسلام نہیں قبول کی اسکو یہ جواب دیا کہ تم یہاں اور ایک مہینہ ٹھیرو۔ اگر بھوت نہ آیا یا آیا اور تم نے اسکو پھر بھگا دیا تو میں اسلام قبول کرونگا۔ اسطرح خدا نے بادشاہ اور اسکی رعایا کو اسلام سے مشرف ہونے کے لئے تیار کیا۔ جب دوسرا مہینہ ختم ہوا اور عرب کو بتخانہ میں لے گئے تو پھر اسکو علی الصباح صحیح وسالم تلاوت قرآن میں مصروف پایا۔ اس کے بعد انہوں نے فی الفور تمام بت توڑ ڈالے بتخانے کو زمین کے برابر کر دیا اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ یہ لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہوئے اور ابتک اسی طریقہ پر ہیں۔

مجھے اس جزیرہ میں آئے ہوئے عرصہ گذر گیا مگر یہ کیفیت نہیں معلوم تھی اتفاقاً ایک رات میں نے انہیں زور زور سے حمد وثنا کرتے سروں پر قرآن اٹھائے ہوئے سمندر کی طرف جاتے دیکھا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ اسی رات کی یادگار میں یہ رسم ادا کرتے ہیں جس میں عرب مذکور کی بدولت ان کو اس مصیبت سے نجات ملی تھی۔ چنانچہ یہ قصہ جو اوپر بیان کیا گیا انہوں نے اس موقع پر مجھکو سنایا مہینے بھر کے بعد جب وہ رات آتی ہے تو یہ لوگ سمندر کے کنارے جمع ہوتے ہیں رات بھر تلاوتِ قرآن میں مصروف رہتے ہیں اور بہت کچھ خیرات کرتے ہیں۔

حکایت۔ حبیب السیر کے خاتمہ میں مذکور ہے کہ جزیرۂ قبرس میں ایک بتخانہ تھا جس میں ایک بہت بڑا بت تھا اسکی نسبت بت پرستوں کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ سال بھر میں ایک خون چاہتا ہے اسلئے ہر سال ایک تاریخ معینہ پر کسی غریب آدمی کو پکڑ کر بت خانہ میں بند کر دیا کرتے تھے جب صبح کو دروازہ کھولتے تھے تو اس آدمی کو مردہ پاتے تھے صاحب عجائب البلدان کہتے ہیں کہ سنہ سات سو ہجری (۷۰۰) میں ایک مسافر بغرض سیاحت وہاں گیا ہوا تھا بت پرستوں نے حسب دستور اسکو بھی پکڑ کر بتخانہ میں بند کر دیا وہ مسافر حافظ قرآن تھا۔ رات بھر تلاوتِ قرآن میں مصروف رہا صبح ہوتے ہی جب بت پرستوں نے دروازہ کھولا تو اسکو زندہ پایا۔ اس بات سے بہت متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود نے اسکو قتل نہیں کیا۔ پھر خوش ہو کر بہت سا زر وجواہر اُسے دیا۔ وہ مسافر ان کے نزدیک ایسا عزیز ومحترم ہو گیا کہ جو بات کہتا تھا اسکو سب مانتے تھے"

حکایت۔ مسلم صفار کہتے ہیں ایک شخص نے ذکر کیا کہ ہم دریا میں تھے موج نے ہر طرف سے ہمکو گھیرا۔ لوگ گھبرا کر فریاد کرنے لگے۔ ایک شخص مصحف سر پر رکھکر کھڑا ہو گیا اور آسمان کی طرف دیکھکر کہنے لگا اتغرقنا فی البحر ومعنا کلامك یعنی اے پروردگار تو ہمکو دریا میں غرق کریگا باوجود اس کے کہ ہمارے پاس تیرا کلام ہے۔ خدا کی قدرت ہے دریا ٹھہر گیا۔ اس حکایت میں حامل قرآن کو آفات سے محفوظ رکھنے کی بشارت ہے۔ کیونکہ قرآن کے ہاتھ میں رکھنے سے جب ایسی نجات حاصل ہوئی تو جسکے دل میں قرآن ہوگا وہ بدرجۂ اولی النجات پائیگا"[1]

[1] رسالہ فضائل القرآن اردو مؤلفہ رئیس بھوپال ۱۲۔

حدیث (۳۲) فی شرح السنۃ عن ابی امامۃ احفظوا القرآن فان اللہ لا یعذب بالنار قلبا وعی القرآن (مرقاۃ)

شرح السنۃ میں ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ قرآن کو حفظ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس قلب کو آگ کا عذاب نہ دیگا جس نے قرآن حفظ کیا ہوگا۔

حدیث (۳۳) لو جمع القرآن فی اھاب ما احرقہ اللہ بالنار (عن ابی ھریرۃ) (کنز)

اگر قرآن چمڑے میں جمع کیا جاتا تو اسکو اللہ تعالیٰ آگ سے نہ جلاتا۔

ف

مرقات میں لکھا ہے کہ جب چرم حقیر کو قرآن کی ایک ادنیٰ مجاورت سے یہ رتبہ حاصل ہوتا ہے تو حافظ قرآن کے دل اور عامل قرآن کے جسد کا حال کیا پوچھنا ہے جس میں قرآن سالہا سال اور مدت مدید تک رہتا ہے اسکو تو آتش بعد و حجاب دنار جہنم سے بدرجۂ اولیٰ نجات ملیگی۔

اشعۃ اللمعات میں مرقوم ہے کہ چرم مذکور کے نہ جلنے کا معجزہ ہر شخص کے ہاتھ سے نہیں ظاہر ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ معجزہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متحقق تھا اور بعض نار سے نار آخرت مراد لیتے ہیں

تفسیر اتقان میں مذکور ہے کہ ابوعبید ؒ نے کہا اھاب سے مراد قلب مومن ہے۔"

حدیث (۳۴) فی بعض الآثار ملخصاً[۱] الیھود والنصاری علی شیء

بعض آثار میں ہے کہ یہود و نصاریٰ تم سے جتنا حفظِ قرآن پر جلتے[۱] ہیں اتنا

[۱] اسکی وجہ مقدمہ کے صفحہ (۱) و (۲) سے ظاہر ہے ۱۲

لحفظ القرآن (روح البیان)

کسی چیز پر نہیں جلتے۔

حدیث (۳۵) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالیٰ من شغلہ القرآن عن ذکری ومسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین (مشکوۃ)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مجھے یاد کرنے اور مجھ سے سوال کرنے سے روکدیا ہے میں اُسکو سوال کرنے والوں سے بڑھ کے نعمت دونگا۔

(ف) مرقات میں مذکور ہے کہ قرآن کے روکنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اسکے حفظ کرنے اُسکے الفاظ و معانی کے سیکھنے سمجھنے اور اس کے احکام کے بجالانے میں مصروف ہو۔"

حدیث (۳۶) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا علی اثنین رجل آتاہ اللہ القرآن فھو یقوم بہ آناء اللیل والنھار ورجل آتاہ اللہ مالا فھو ینفق منہ آناء اللیل والنھار (صحیح بخاری)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو ہی شخص رشک کے قابل ہیں۔ ایک وہ جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن یاد کرایا اور وہ رات دن اُسکی تلاوت وغیرہ میں لگا رہتا ہے۔ دوسرے وہ جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ رات دن اس میں سے خرچ کیا کرتا ہے۔

(ف) آتاہ اللہ القرآن سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اسکو قرآن بخوبی حفظ کرایا جیسا کہ مرقات میں مصرح ہے۔

حدیث (۳۷) روی البخاری وغیرہ من قرء القرآن ثم مات قبل ان یستظھرہ اتاہ ملك یعلمه فی قبرہ ویلقی اللہ وقد استظھرہ (مرقاۃ)

امام بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جو شخص قرآن حفظ کرنا شروع کرے اور حفظ ہونے سے پہلے ہی مرجائے اس کے پاس قبر میں ایک فرشتہ آکر تعلیم دیگا اور وہ قیامت کے دن حافظ قرآن ہوکر اللہ کے سامنے حاضر ہوگا۔

(تائید) مقامات مظہری میں بذکر میر روح الامین یوں لکھا ہوا ہے

"سیوطی رحمۃ اللہ علیہ درشرح الصدور در حدیثے آوردہ کہ ہرکہ"

"حفظ تمام ناکردہ میمیرد ملائک اورا بہمی میدہند بجرد استتمام الحان"

"قران تمام یاد او میگردد۔"

حدیث (۳۸) فی حدیث الطبرانی والبیھقی من قرء القرآن وھو ینفلت عنه ولا یدعه فله اجرہ مرتین ومن کان حریصا علیه ولا یستطیعه ولا یدعه بعثه اللہ یوم القیمۃ مع اشراف اھله (مرقاۃ)

طبرانی وبیہقی کی حدیث میں ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور وہ اسکے ذہن سے نکل جائے لیکن وہ نہ چھوڑے اسکو دو اجر ملیں گے۔ اور جو شخص اسکا حریص ہو اور اسکی استطاعت نہ رکھے لیکن اسکو نہ چھوڑے اسکو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اپنے برگزیدہ اور خاص بندوں کے ساتھ اٹھائیگا۔

حدیث (۳۹) عن عائشۃ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الماھر بالقرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ والذی یقرء القرآن ویتعتع فیه وھو علیه شاق له اجران (صحیح مسلم)

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہر قرآن بزرگ ونیکوکار فرشتوں یا پیغمبروں کے ساتھ ہے اور جو قرآن کو اٹک اٹک کے پڑھتا ہے اور اسکا پڑھنا اس پر دشوار ہوتا ہے اسکے لئے دو اجر ہیں۔

(ف) ماہر سے مراد حاذق کامل الحفظ ہے جو بوجہ کمال حفظ واتقان کے نہ پڑھنے میں اٹکتا ہے اور نہ پڑھنا اس پر شاق ہوتا ہے[51]"

سفرہ جمع سافر سے انبیا علیہم السلام مراد ہیں یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا وہ فرشتے جو حامل لوح محفوظ ہیں یا جو وحی پر مامور ہیں یا جو نامۂ اعمال لکھنے والے ہیں یا جو محافظ ونگہبان ہیں[52]"

ماہر کے انبیا یا ملائکہ وغیرہ کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ دنیا میں انہیں[53] کے ایسا عمل کرتا ہے اور آخرت میں انکا رفیق ہوگا[54]۔

اس حدیث کی رو سے اٹک اٹک کے پڑھنے والے کے لئے دو اجر صرف اسلئے ثابت ہیں کہ اسکو محنت ومشقت زیادہ ہوتی ہے ورنہ ماہر کا درجہ اس سے کہیں زیادہ ہے[55]۔

---

[51] شرح مسلم از امام نووی ۱۲ [52] شرح مشکوۃ ۱۲ [53] بلکہ ایک حیثیت سے ماہر کا عمل فرشتوں کے عمل سے افضل ہے وہ یہ کہ فرشتے حفظ قرآن کی فضیلت سے محروم ہیں اور بنی آدم سے قرآن سننے کی آرزو رکھتے ہیں کذا فی شرح الحفنوانی علی خصائص الحبیب ۱۲ [54] اشعۃ اللمعات ۱۲
[55] اشعۃ اللمعات ۱۲

حدیث (۴۰) یمثل القرآن یوم القیمة رجلا فیوتی بالرجل قد حمله فما نقذ امرہ فیتمثل له خصماً فیقول یا رب قد حملته ایای فلبئس حاملی۔ تعدی حدودی وضیع فرائضی و رکب معصیتی وترك طاعتی فما یزال یقذف علیه بالحجج حتی یقال فشانك به فیاخذ بیدہ فمایرسله حتی یکبه علی منخرہ فی النار و یوتی بالرجل الصالح قد کان حمله وحفظ امرہ فیتمثل له خصما دونه فیقول یارب حملته ایای فحفظ حدودی وعمل فرائضی

قیامت کے دن قرآن ایک مرد کی شکل میں کیا جائے گا پھر اس کے پاس ایک ایسا شخص لایا جائے گا جس نے اسکو حفظ کیا لیکن اسکا حکم نہیں بجا لایا، سو وہ مخالف بنکر کھیگا۔ اے رب تونے اسکو میرا حامل بنایا تھا لیکن یہ تو بڑا برا حامل تھا۔ اس نے میرے حدود سے تجاوز کیا۔ میرے فرائض کو ترک کیا میری نافرمانی کا مرتکب ہوا اور میری اطاعت چھوڑ دی۔ غرضکہ اسیطرح اسکے خلاف حجتیں پیش کرتا جائے گا یہانتک کہ حکم ہوگا کہ تو اسکے بارے میں مختار ہے پس وہ اس کا ہاتھ پکڑیگا اور نہ چھوڑے گا۔ یہانتک کہ اسکو ناک کے بل آگ میں ڈھکیل دیگا۔ پھر اسکے پاس نیک شخص لایا جائے گا۔ جس نے اسکو حفظ کیا اور اسکے حکم کا لحاظ رکھا سو وہ موافق بنکر کھیگا اے رب تونے اسکو میرا حامل بنایا تھا۔ اس نے میرے

واجتنب معصیتی واتبع طاعتی فما یزال یقذف له بالحجج حتے یقال له فشانك به فیاخذ بیدہ فما یرسله حتی یلبسه حلة الاستبرق ویعقد علیه تاج الملك ویسقیه کاس الخمر (کنز)

حدود کی رعایت کی۔ میرے فرائض کو ادا کیا۔ میری نافرمانی سے پرہیز کیا اور میرا اطاعت گذار رہا۔ غرض کہ اسیطرح اس کے موافق حجتیں پیش کرتا جائیگا یہانتک کہ حکم ہوگا تو اس کے بارے میں مختار ہے پس وہ اسکا ہاتھ پکڑے گا۔ اور نہ چھوڑیگا یہانتک کہ اسکو حلہ استبرق پہنائیگا تاج شاہی اسکے سر پر رکھیگا اور جام شراب پلائیگا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْحَفَظَةِ الْمُکْرَمِیْنَ وَ احْشُرْنِیْ مَعَهُمْ فِیْ یَوْمِ الدِّیْنِ (اٰمِیْن)

فصل دوم

مختلف اقوال وحکایات کے بیان میں

(۱) امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول ہے من حفظ القرآن نبل شانه یعنی جس نے قرآن حفظ کیا اسکی شان بڑھ گئی[له]

(۲) شیخ محی الدین عربیؒ فرماتے ہیں" کہ قاری (حافظ) گویا باغ کا مالک ہے اور عالم بمنزلہ اس شخص کے ہے جو باغ کے میوہ جات اور پیوند لگانے سے

له مفاتیح الجنان ۱۲

واقف۔ اس کے فوائد و منافع سے آگاہ ہے اور عامل مثل باغ کے میوے کھانے والے کے ہے۔ پس جس نے قرآن حفظ کیا اور اسکا عالم و عامل ہوا وہ مثل اس مالکِ باغ کے ہے جس نے باغ کی چیزونکو پہچانا اس کے مصالح و مفاسد کو جانا۔ اسکے میووں کو کھایا اور جس نے حفظ نہیں کیا بلکہ صرف عالم و عامل رہا وہ مثل اس شخص کے ہے جو باغ کی میوونکو پہچانتا ہے۔ درخت لگانا پیوند لگانا جانتا ہے اور غیر کے باغ کا میوہ کھاتا ہے۔ پس باغ کا مالک ان سب لوگوں سے جنکے باغ نہیں ہے افضل ہے کیونکہ وہ سب اس کے محتاج ہیں[ف۱]۔

(۳) مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بموجب اس حدیث کے جس میں مذکور ہے کہ عالم و متعلم جب کسی بستی سے گزرتے ہیں تو چالیس دن تک وہاں کے مقبرہ سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حفاظ و مدرسین کا مقابر میں مقرر کرنا محمود یعنی پسندیدہ[ف۲] ہے۔

(۴) ابو یعقوب الزیات علیہ الرحمہ نے اپنے بعض مریدوں سے پوچھا کہ کیا تمکو قرآن یاد ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا[ف۳]۔

"واغوثاہ باللہ مریدے کہ قرآن یاد ندارد چوں ترنجے است"

"کہ بوے ندارد پس بچہ چیز تنعم میکند۔ بچہ چیز ترنم میکند"

"بچہ چیز با پروردگار خود راز گوید۔"

ف۱ فتوحات مکیہ ۱۲۔

ف۲ تکمیل الایمان ۱۲۔

ف۳ نفحات الانس ۱۲۔

(۵) بعض فقہائے شافعیہ نے کفارت کے بارے میں حفظ قرآن کا بھی لحاظ کیا ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین محمد بن امام شہاب الدین احمد رملی نے نہایۃ المحتاج میں ذکر کیا ہے کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ حافظ قرآن گو قرآن کے معنی سے ناواقف ہو اسکی لڑکی کا کفو غیر حافظ نہیں ہو سکتا[ف۱]۔ شبراملسی نے نہایت المحتاج کے حاشیہ[ف۲] میں لکھا ہے کہ جسطرح حفظ قرآن کا اعتبار باپ میں کیا گیا ہے۔ اسیطرح بقیہ اصول میں بھی معتبر ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ بلحاظ کفارت کے پورے قرآن کے حافظ کو نصف قرآن کے حافظ پر ہر طرح فوقیت ہے۔"

(۶) خلیفہ عمر[ف۳] بن عبدالعزیز نے ایک دفعہ اپنے عاملونکو لکھا کہ ہمارے کاموں پر سوائے اہل قرآن (حفاظ) کے کسی اور کو نہ مقرر کرو۔ عاملوں نے اسکے جواب میں لکھا کہ ہم نے ان کو مقرر کیا مگر وہ لوگ خائن ثابت ہوئے انہوں نے پھر لکھا کہ نہیں۔ سوائے اہل قرآن کے کسی اور کو نہ مقرر کرو۔ اگر ان میں خیر و بہتری نہ ہوگی تو ان کے غیر میں بدرجۂ اولیٰ نہ ہوگی[ف۴]۔"

(۷) فرزدق کو جریر ہمیشہ پاؤں میں بیڑی پڑنے کی عار دلایا کرتا تھا اور ہجو کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اسکا سبب پوچھا فرزدق نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے اپنے

ف۱ نہایۃ المحتاج کی عبارت یہ ہے "افتی الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ بان حافظ القرآن عن ظہر قلب مع عدم معرفۃ معناہ کفو لابنۃ من لا یحفظہ" ۱۲ ف۲ یہ حاشیہ نہایۃ المحتاج مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر چھپا ہے ۱۲۔

ف۳ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز خود بھی حافظ قرآن تھے اور کمسنی میں یاد کیا تھا تاریخ الخلفاء میں ہے جمع القرآن وہو صغیر ۱۲

ف۴ الاداب الشرعیہ ۱۲۔

والد کے ہمراہ جنگل کی طرف گیا دور سے ایک شخص نظر آیا جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا عبادت میں مشغول تھا۔ میرے والد نے اسکو دیکھکے اپنی ہیئت بدل لی اور نہایت عجز وانکسار سے چلنے لگے جب قریب پہونچے پاؤں سے جوتا بھی نکال لیا اور اس کے پاس پہونچکر بہت ادب سے سلام کیا۔ اس نے کچھ توجہ نہ کی پھر دوبارہ سلام کیا تب اس نے سر اُٹھا کے سلام کا جواب دیا۔ والد نے کہا یہ میرا بیٹا ہے شاعر ہے۔ قصیدے کہتا ہے۔ اس نے یکبارگی کہا۔ اپنے بیٹے سے کہو قرآن شریف حفظ کرلے۔ اس کے بعد میں اپنے والد کے ساتھ وہاں سے واپس آیا اور رونے لگا۔ والد نے کہا بیٹا رونے کا کیا سبب ہے میں نے عرض کیا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے نامی فصیح و بلیغ اور عالم وفاضل ہوکر ایک ایسے شخص کے پاس گئے جس نے ذرا بھی آپ کی پروا نہ کی۔ انہوں نے کہا بیٹا خاموش رہو تم جانتے بھی ہو وہ کون تھے وہ حضرت علیؓ تھے میں نے کہا کیا اب انہوں نے قرآن حفظ کرنیکی تاکید کی ہے کہا ہاں۔ اس پر مجھے اتنا خیال ہوا کہ اسی وقت حفظ کرنا شروع کر دیا اور اپنے پاؤں میں اس عہد کے ساتھ بیڑی ڈال لی کہ جب تک پورا قرآن حفظ نہو گا پاؤں سے بیڑی نہ نکالونگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ جب حفظ پورا ہوگیا تب پاؤں سے بیڑی نکالی[۵۱]۔

فرزدق نے ایک سال میں قرآن حفظ کیا تھا اور اس واقعہ کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے[۵۲]

۵۱ تفسیر روح البیان پارہ (۱۴) رکوع اول و کتاب الاغانی واصابہ ۱۲۔

۵۲ نہایۃ الایجاز فی سیرۃ ساکن الحجاز صفحہ ۳۰۸ ۱۲۔

وَمَاصَبَّ رِجْلِيْ فِيْ حَدِيْدِ مُجَاشِعٍ مَعَ الْقَيْدِ اِلَّا حَاجَةٌ لِيْ اُرِيْدُهَا

(۸) ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ کے آخر میں لکھا ہے کہ سوڈان کے پسندیدہ افعال میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگ حفظ قرآن کا بہت اہتمام کرتے ہیں چنانچہ وہ اپنی اولاد کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتے ہیں جبکہ وہ حفظ میں کوتاہی کرتی ہے اور تا وقتیکہ حفظ پورا نہ ہولے پاؤں سے نہیں نکالتے۔ ایک دفعہ عید کے دن میں قاضی کے پاس گیا دیکھا کہ اسکے بچے پا بزنجیر ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ ان کو کیوں نہیں چھوڑ دیتا اس نے کہا جب تک پورا قرآن حفظ نہو جائے میں نہیں چھوڑ سکتا۔ ایک دن میں نے ایک خوبصورت خوش پوشاک جوان کو دیکھا کہ اس کے پاؤں میں سنگین بیڑی پڑی ہے۔ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ اس نے کیا کیا ہے کیا کسی کو مار ڈالا ہے؟ جوان نے میری گفتگو سنکے ہنس دیا اتنے میں مجھسے بیان کیا گیا کہ نہیں۔ اس نے قرآن حفظ کرنے کیلئے ایسا کیا ہے۔"

(۹) سید محب اللہ بلگرامی علیہ الرحمہ کو عین شباب میں حفظ قرآن کا شوق ہوا۔ انہوں نے اپنی حویلی کے بالاخانہ پر بیٹھکر چھ مہینے میں قرآن حفظ کیا اور اس عرصہ میں کبھی نیچے نہ اُترے[۵۳]۔"

(۱۰) امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے اخیر عمر میں دو سال کے عرصہ میں قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ انتقال کے بعد خواب میں دیکھے گئے اور انکا حال پوچھا گیا تو فرمایا کہ

۵۳ مآثر الکرام مؤلفہ حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ ۱۲

اگر وہ دو سال میرے لئے نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔[سلہ]

(۱۱) سید نور اللہ بلگرامی قدس سرہ کو راہ طریقت کے طے کرنے میں کچھ مشکل پیش آئی حضرت سید العارفین جو ایک کامل بزرگ تھے انکی خدمت میں جا کر اسکا اظہار کیا۔ حضرت نے بہت سے شغل بتلائے لیکن کسی سے عقدہ حل نہ ہوا آخر میں فرمایا کہ جاؤ قرآن حفظ کرو۔ انہوں نے جوں ہی چند پارے حفظ کئے عقدہ حل ہو گیا حضرت کے قدموں پر آکر گر پڑے اور باقی قرآن حفظ کرنے لگے۔ ابھی پچیس پارے ہوئے تھے کہ اس اثنا میں ان کے دونوں پاؤں رات کے کثرت قیام سے سوج گئے اور اسی عارضہ میں عالم فانی سے عالم جاودانی کو چل بسے۔ مرتے وقت لوگوں نے پوچھا کہ کیا کوئی آرزو آپ کے دل میں باقی رہ گئی ہے؟ فرمایا ہاں اسکی حسرت رہ گئی کہ باقی پانچ پارے حفظ کرنے کی فرصت نہ ملی۔[سلہ]"

(۱۲) نقل ہے کہ کسی مقام پر ایک مشہور فاسق و فاجر تھا اس کے مرنے کے بعد بہت سے لوگوں نے اسکو خواب میں دیکھا کہ نہایت تکلیف میں ہے اور بہت فریاد و زاری کرتا ہے۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں کسی بزرگ حافظ قرآن کا انتقال ہوا اور وہ بھی اسی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس کے بعد پھر جو لوگوں نے اسکو خواب میں دیکھا تو آرام میں پایا۔ کسی نے خواب ہی میں اس سے سوال کیا کہ تیری تکلیف کیونکر رفع ہوئی۔ جواب دیا کہ یہ بزرگ جو میرے قریب دفن ہیں انہیں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُس تکلیف کو دور کیا اور یہ آسائش نصیب کی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سلہ ۵ شرح مسند امام اعظم از ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری ۱۲ سلہ ۵۲ مآثر الکرام ۱۲

(۱۳) معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خاص مصر کا رہنے والا جب تک کہ حافظ قرآن مجید نہ ہو جامع ازہر میں داخل نہیں ہو سکتا اس لئے مصر میں حفظ قرآن اور تجوید کا عام چرچا ہے۔

(۱۴) کتاب نزہتہ النظار میں حسب ذیل عربی اشعار مندرج ہیں۔

اشعار

بُشْرَاكَ بِالْاِسْعَافِ وَالْاِحْسَانِ — وَالْبِرِّ وَالْاِنْصَافِ وَالرِّضْوَانِ

ترا نوید حصول مقاصد و احساں — ترا نوید نکوئی و داد و استحساں

وَالْجُوْدِ مِنْ عِنْدِ الْمَلِيْكِ تَكَرُّمًا — وَتَلَطُّفًا بِكَ حَامِلَ الْقُرْاٰنِ

ترا نوید عطائے خدا ز روئے کرم — کہ لطفِ اوست بروئے تو حافظِ قرآں

تُعْطَى الْحُبُوْرَ بِكُلِّ حَرْفٍ عَدَّمَا — قَدْ جَاءَ مَسْطُوْرًا بِحُسْنِ بَيَانِ

دہد ثواب ترا حق بخواندنِ ہر حرف — بداں شمار کہ مسطور شد بحسن بیاں

مُثِّلْتَ بِالْاُتْرُجِّ طُعْمٌ طَيِّبٌ[سلہ] — كَالْعَرْفِ مَشْمُوْقٌ لِذِیْ اِذْعَانِ

ترنج خوش مزہ کاں را چو طیب می بوید — ترا مثال بداں شد برائے ذی اذعاں

يَاْتِی الْقُرْاٰنُ لَدَا الْجَزَاءِ مُجَادِلًا — عَنْ حَامِلِيْهِ مُخْلِصًا لِلْعَانِیْ

کلام پاک بوقتِ جزا بود حامی — برائے حافظ و مخلص برائے رنج کشاں

سلہ اس بیت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے مثل المومن الذی یقرء القرآن مثل الاترجۃ ریحھا طیب وطعمھا طیب الخ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے فیہ فضیلۃ حافظ القرآن یعنی اس حدیث میں حافظ قرآن کی فضیلت ہے ۱۲ منہ۔

يُبْدِى السُّوَالَ لَدَى الشَّفَاعَةِ فِى غَدٍ — فَيُشَفِّعُ الرَّحْمٰنُ لِلسِّيَانِ

سوال وقت شفاعت کند بروز جزا — کند رحیم قبولش پے گنہگاراں

فَاعْمَلْ بِهٖ وَاتْبَعْ اَوَامِرَهُ الَّتِىْ — فِيْهِ وَجَنِّبْ مَوْقِعَ الْخُسْرَانِ

تو کاربند براں باش وحکم او بپذیر — نگاہ دار خودت را ز موقعِ خسراں

وَاَخْلِصْ قِرَاءَتَهٗ تَنَلْ مَا تَرْتَجِىْ — فَضْلًا وَّمَنًّا مِّنْ عَظِيْمِ الشَّانِ

تلاوتش ز سرِ صدق کن۔ بکام رسی — بفضل وجودِ خدائے کریم عالی شاں

باب دوم

(آداب حفاظ کے بیان میں)

باب اول سے حفاظ قرآن کے فضائل بخوبی ظاہر ہو چکے مگر چونکہ کوئی حافظ قرآن مجید مجرد حفظ سے ان تمام فضائل کا مصداق نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکا عمل قرآن وحدیث کے مطابق نہو اور درحقیقت حفظ قرآن کا نتیجہ یہی ہے کہ بموجب احکام قرآن عمل کیا جائے چنانچہ اتقان میں لکھا ہے کہ ایک شخص ابوالدرداء کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میرا بیٹا حافظ قرآن ہو گیا ہے۔ انہوں نے سنکے پہلے دعا دی بعد ازاں فرمایا " قرآن دراصل اس نے حفظ کیا جس نے اس کے احکام کو مانا اور اسکی پیروی کی"! لھذا ہم یہاں چند فصلوں میں ان اہم باتوں کو بیان کرتے ہیں جنکی رعایت حفاظ قرآن کو لازم ہے اور جن پر کاربند ہونے سے وہ ان فضائل کے مصداق ہو سکتے ہیں۔

فصل ۱ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو بلند آواز سے فرمایا۔ اے حافظ قرآن! تو گریہ وزاری کر، جبکہ احمق لوگ ہنستے ہوں، شب بیدار رہ، جبکہ سونے والے سوتے ہوں، روزہ رکھ، جبکہ کھانے والے کھاتے ہوں، جو کوئی تجھپر ظلم کرے اسکو معاف کر۔ کینہ وروں کی طرح کینہ مت رکھ اور جاہلوں کی طرح جہالت مت کر۔"[سلہ]

سلہ کنز العمال ۱۲

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اسلئے حافظ قرآن کو چاہیئے کہ اپنے رب کی نافرمانی سے ڈرتا رہے [1]"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حافظ قران کو چاہیئے کہ ان امور کو پہچانے اول رات کو جبکہ لوگ سوتے ہوں دوسرے دن کو جب کہ لوگ قصور کرتے ہوں۔ تیسرے غم کو جب کہ لوگ خوش ہوتے ہوں۔ چوتھے رونے کو جب کہ لوگ ھنستے ہوں۔ پانچویں خاموشی کو جب کہ لوگ ادھرا ودھر کی باتوں میں مصروف ہوں۔ چھٹے عاجزی کو جب کہ لوگ کبر ونخوت کرتے ہوں۔ حافظ قرآن کو سزاوار ہے کہ عاجزی ونرمی کرنے والا ہو۔ اسکو زیبا نہیں کہ جفاکار۔ جنگجو۔ شور وشغب کرنیوالا اور سخت مزاج ہو [2]"

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ حافظ قرآن کو اعلیٰ سے لے کے ادنیٰ تک کسی کا حاجتمند نہونا چاہیئے۔ بلکہ اور لوگوں کو اسکا حاجتمند ہونا چاہیئے۔ حافظ قرآن اسلام کا علم بردار ہے اسکو چاہیئے کہ قران کا لحاظ کرکے لہو ولعب سہو وغفلت میں کسی کے ساتھ شریک نہ ہو [3]"

ابو سلیمان دارانی کہتے ہیں کہ جب حافظ قرآن۔ قرآن پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرینگے تو دوزخ کے فرشتے بت پرستوں کی نسبت ان کو جلد پکڑینگے [4]"

میسرہ کا قول ہے کہ قرآن فاجر (بدکار) کے دل میں غریب یعنی اجنبی ہے [5]"

---

[1] کنز العمال ۱۲ منہ۔ [2] احیاء العلوم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

[3] احیاء العلوم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ [4] یہ قول احیاء العلوم میں منقول ہے اور جامع صغیر میں اسی مضمون کی ایک حدیث بھی مروی ہے جسکا شروع یہ ہے الزبانیۃ الی فسقۃ حملۃ القرآن اسرع منھم الی عبدۃ الاوثان الخ ۱۲

[5] احیاء العلوم ۱۲ منہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اے حاملانِ قرآن تم قرآن کے موافق عمل کرو کیونکہ صاحب علم وہی ہے جو اس کے مطابق عمل کرے اور اس کا عمل اسکے علم کے موافق ہو [1]"

قاری کو چاہیئے کہ بلحاظ اپنے اخلاق وافعال کے اپنے غیر سے ممتاز رہے تیزی کرنے والوں کی طرح تیزی اور جہالت کرنے والوں کی طرح جہالت نہ کرے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا کہ آپ کی خوشی وناخوشی اسی اعتبار سے تھی اور صحابۂ کرام میں قاری کی پہچان یہ تھی کہ اس کا رنگ زرد جسم لاغر ہوتا تھا وہ گریہ وزاری بہت کرتا تھا وہ روتا تھا جبکہ لوگ ھنستے تھے وہ آزردہ خاطر رہتا تھا۔ جبکہ لوگ خوش رہتے تھے وہ عاجزی کرتا تھا جبکہ لوگ تکبر وغرور کرتے تھے وہ روزہ رکھتا تھا جبکہ لوگ بے روزہ رہتے تھے [2]"

کنانہ عدوی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضہ نے ایک دفعہ افسران فوج کو نامہ بھیجا کہ جو لوگ فوج میں حافظ قرآن ہوں ان کو پیش کرو تاکہ بیت المال سے وظیفہ مقرر کرکے ان کو اطراف وجوانب میں تعلیم وتلقین کے لئے روانہ کیا جائے۔ اس کے جواب میں حضرت اشعری رضہ نے لکھا کہ ہمارے ہاں حفاظ کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے۔ حضرت عمر رضہ نے لکھا۔

" منجانب عمر۔ عبداللہ بن قیس اور اون کے ہمراہی حفاظ کو سلام کے "
" بعد معلوم ہو کہ یہ قرآن تمہارے لئے موجب اجر وشرف وذخیرۂ آخرت "
" ہے۔ تم لوگ اسکی اتباع کرو جو شخص اس سے روگردانی کریگا۔ گدی کے بل "

---

[1] تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی ۱۲ [2] شرعۃ الاسلام ۱۲۔

" آگ میں ڈالا جائے گا۔ اور جو پیروی کریگا وہ جنت الفردوس "
" میں جائیگا۔ تم کو چاہیئے کہ اسکی پیروی کرکے اسکو اپنا شافع بناؤ اور "
" شکایت کرنے والا نہ بناؤ کیونکہ قرآن جسکی شفاعت کرے گا وہ جنت "
" میں جائیگا اور جسکی شکایت کریگا وہ دوزخ میں جائیگا۔ یاد رکھو۔ قرآن "
" ہدایتوں کا چشمہ علم کی رونق ہے اور تمام کتب منزلہ کی نسبت اللہ کے "
" ساتھ اسکا عہد جدید ہے۔ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اندھی "
" آنکھوں۔ بہرے کانوں اور پردہ پڑے ہوئے دلوں سے پردہ اٹھا دیتا "
" ہے۔ یاد رکھو جب بندہ رات کو اٹھکر مسواک اور وضو کرکے اللہ اکبر "
" کہتا اور قرات شروع کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنا منہ اس کے منہ "
" پر رکھکر کہتا ہے۔ تلاوت کر تلاوت۔ بس تو پاکیزہ ہوا ہے "
" تیرے لئے خوشحالی ہے۔ اگر وضو کرتا ہے اور مسواک نہیں کرتا تو "
" اسکو بھی نگاہ رکھتا ہے۔ فروگذاشت نہیں کرتا۔ یاد رکھو نماز میں "
" قرآن کا پڑھنا مخفی خزانہ اور اچھا ذخیرہ ہے۔ اس لئے جہانتک "
" ہوسکے اسکی کثرت کرو نماز نور ہے۔ زکوٰۃ برہان ہے۔ صبر ضیا ہے "
" روزہ سپر ہے۔ اور قرآن یا تو تمھارے موافق حجت ہے یا تمھارے "
" مخالف۔ پس قرآن کی تعظیم کرو اور اسکی اہانت نکرو کیونکہ اللہ تعالیٰ "
" اسکی عظمت کرنے والی کی عظمت اور اسکی اہانت کرنے والے کی "
" اہانت کرنے والا ہے۔ یاد رکھو جس نے اسکی تلاوت کی اسکو حفظ کیا "
" اور اس کے احکام کی تعمیل و پیروی کی اسکی ایک دعا خدا کے نزدیک مقبول ہے۔ "

" اگر چاہے گا دنیا ہی میں اسکو ظاہر کر دیگا نہیں تو ذخیرۂ آخرت بنائیگا۔ "
" یہ بھی سمجھ لو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور پائدار ہے ان لوگوں "
" کے لئے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں۱ "

فصل ۲۔ حافظ قرآن کو چاہیئے کہ ان دو باتوں کا بھی ضرور خیال رکھے۔ اوّل یہ کہ فن قراوت سے واقف ہو کیونکہ قرآن کا پوری صحت کے ساتھ پڑھنا بغیر اس کے ممکن نہیں اور قرآن کی تلاوت کا ثواب اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ اس میں صحت کا خیال رکھا جائے۔ دوم یہ کہ کوشش کرے کہ جسطرح اسکو قرآن کے الفاظ زبانی یاد ہیں اسی طرح اسکے معانی و مطالب بھی ذہن نشیں ہوں کیونکہ غرض الہی کلام پاک کے نازل کرنے سے یہی ہے کہ اس کے بندے اس کے مطالب میں خوض و فکر کریں اپنے اخلاق و عادات کو اس کے مطابق بنائیں اس کے اوامر پر کاربند۔ نواہی سے محترز ہوں۔ اور یہ باتیں نہیں حاصل ہو سکتیں۔ جب تک کہ قرآن کے معانی و مضامین اچھی طرح سمجھ میں نہ آجائیں۔ خدا کے فضل سے یہ بات اس زمانہ میں چنداں مشکل نہیں ہے۔ علمائے کرام نے مروجہ زبانوں میں قرآن کی صدہا تفسیریں لکھ ڈالی ہیں اور ابھی تک لکھتے جاتے ہیں۔ اس کے مختلف ترجمے موجود ہیں جس سے مطالب قرآن کی فی الجملہ اطلاع ہوسکتی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا افضل طریقہ بھی یہی ہے کہ اس کے معنی میں غور و فکر کرکے اور سمجھ سمجھ کے پڑھا جائے۔

فصل ۳۔ حافظ قرآن کو چاہیئے کہ قرآن کی تلاوت میں ایسی غفلت

۱ کنز العمال ۱۲

وستی نہ کرے جس سے اس کے بھول جانے کا اندیشہ ہو۔ نسائی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ صاحب قرآن عقال میں بندھے ہوئے اونٹ کے مالک کی طرح ہے کہ اگر اس کی محافظت کرتا رہا تو وہ قابو میں رہا اور اگر چھوڑ دیا تو ہاتھ سے جاتا رہا۔ مشکوٰۃ میں ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے لوگو! تم قرآن کی محافظت کرو کیونکہ وہ خدا سینوں سے نکلنے میں عقال میں بندھے ہوئے اونٹوں کے بھاگنے سے زیادہ سخت ہے۔

واضح رہے کہ قرآن یاد کرکے بھولنا گناہ کبیرہ ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں "فراموش کردن قرآن را بعد از حفظ از کبائر شمردہ اند و وعید دریں باب بسیار است"۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی نیکیاں مجھ پر پیش کی گئیں یہانتک کہ وہ بھی جو آدمی مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے مگر میں نے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی قرآن کی کوئی سورہ یا آیت یاد کرکے بھول جائے جیسا کہ ابوداؤد و ترمذی نے روایت کی ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھکر بھول جائیگا وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کریگا کہ اجذم ہوگا یعنی اس کا ہاتھ کٹا ہوگا یا مارے شرم کے سرنگوں ہوگا یا جذامی کی ہیئت میں ہوگا۔ جیسا کہ ابوداؤد و دارمی نے روایت کی ہے[۵۱]۔"

[۵۱] کبیری شرح منیۃ المصلی ۱۲۔

لیکن یہ بھی خیال رہے کہ بھولنے سے مراد ہمارے نزدیک یہ ہے کہ قرآن دیکھکر بھی نہ پڑھ سکے اور امام شافعی رح کے نزدیک یہ ہے کہ زبانی نہ پڑھ سکے جیسا کہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں مصرح ہے[۵۲]۔"

تنبیہ: واضح ہو کہ شرعۃ الاسلام میں مذکور ہے کہ کہا گیا ہے کہ بندہ قرآن میں سے کچھ نہیں بھولتا مگر ارتکاب معصیت کے سبب سے"۔ پس حفاظ قرآن کو ہمیشہ اسکا بہت خیال رکھنا چاہئیے کہ کوئی ایسا گناہ نہ ہونے پائے۔ جس کے باعث یہ نعمت عظمٰی دل سے سلب کرلی جائے۔

حکایت۔ کہتے ہیں کہ امام ابوعمرو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک بار ایک بے ڈاڑھی مونچھ کا خوبصورت لڑکا ان کے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھے بھی قرآن پڑھائیے ابوعمرو نے اس کی طرف خیانت کی نظر سے نگاہ کی۔ الف الحمد سے لیکر سین من الجنۃ والناس تک تمام کلام مجید بھول گئے۔ ان میں ایک طرح کا جوش پیدا ہوا اور بے قرار ہوئے۔ حضرت حسن کے پاس گئے آپ نے فرمایا کہ اب حج کا زمانہ قریب ہے جاکر حج کرو۔ جب حج سے فارغ ہو چکو مسجد خیف میں جاؤ وہاں ایک بوڑھے شخص محراب میں بیٹھے ہوئے ملیں گے انکا وقت ضائع نکرنا۔ جب تک اوراد و وظائف میں مصروف رہیں توقف کرنا جب فارغ ہو جائیں تو اُنسے دعا کی درخواست کرنا۔ ابوعمرو نے ایسا ہی کیا اور مسجد کے ایک کونے میں جا بیٹھے دیکھا کہ ایک شوکت و رعب بوڑھا ہے اور اس کے گرد بہت سے لوگ بیٹھے ہیں۔ جب تھوڑی دیر گزری ایک مرد سفید و پاکیزہ

[۵۲] مرقات کی عبارت یہ ہے ثم ینساہ ای بالنظر عندنا وبالغیب عند الشافعی ۱۲

لباس پہنے ہوے وہاں آیا - لوگ اس کے سامنے گئے اور سلام کرکے آپس میں بات چیت کرنے لگے - جب نماز کا وقت آیا وہ مرد چلا گیا اور لوگ بھی اس کے ہمراہ چلے گئے - وہ بوڑھے شخص تنہا رہ گئے - ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں انکے پاس گیا اور سلام کرکے عرض کیا کہ خدا کے واسطے میری فریاد کو پہونچئے - پھر اپنا مفصل حال بیان کیا وہ سنکر غمناک ہوے اور کن انکھیوں سے آسمان کی طرف نظر کی - ابھی انہوں نے سر آگے کیطرف نہیں جھکایا تھا کہ سارا قرآن شریف مجھ پر کشف ہوگیا - ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں خوشی کے مارے اُن کے قدموں پر گر پڑا - اُن بزرگ نے مجھسے پوچھا کہ تجھے میرا پتہ کس نے بتلایا میں نے کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے الخ

حکایت - ابو عبد اللہ جلا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے ایک جوان صاحب جمال ترسا کو دیکھا اس قدر حسین وجمیل تھا کہ میں اُسے دیکھکر حیران رہگیا - اور اسکے روبرو کھڑا ہوکے اسکو دیکھنے لگا - اتفاق سے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا مجھ پر گزر ہوا - میں نے ان سے عرض کیا استاد! کیا ایسی صورت دوزخ کی آگ میں جلیگی - اُنہوں نے مجھسے فرمایا کہ یہ نفس کا فریب اور شیطان کا جال ہے کہ تجھکو یوں لبھا رہا ہے - یاد رکھ یہ نظارۂ شہوت ہے نظارۂ عبرت نہیں اگر نظارۂ عبرت ہوتا تو اٹھارہ ہزار عالم میں بہت سے عجائبات ہیں تو ان سے عبرت حاصل کرتا - کچھ نہیں یہ مکر و فریب ہے قریب ہے کہ تو اس بیحرمتی اور نظارہ کی سزا میں گرفتار ہو - ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت جنید رح کا یہ کہکر چلنا تھا کہ میں قرآن بھول گیا - پھر میں نے برسوں حق تعالیٰ سے مدد چاہی اور آہ وزاری

ــہ انوار الاذکیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیا ۱۲

کے ساتھ توبہ کی تب حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے پھر قرآن حفظ کرادیا - اب مدت ہوگئی کہ میں کسی چیز کی طرف التفات کرنے کی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ کسی چیز کی طرف نظر کرنا اپنے اوقات کا برباد کرنا ہے [۱]"

حکایت - کہتے ہیں کہ ابن سقا جو کہ حافظ تھا نصرانی ہوگیا اور اسی اعتقاد پر اس کا خاتمہ بھی ہوا لوگوں نے مرض الموت میں اس سے پوچھا کہ اب بھی تجھکو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں سوائے اس آیت کے "رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ [۲]"

فصل ۴ - علما نے لکھا ہے کہ حافظ قرآن کو چاہیئے کہ ہر چالیس روز میں قرآن کا ایک ختم کیا کرے جیسا کہ فتاوی قاضی خاں میں لکھا ہے -

قالوا وینبغی لحامل القرآن ان یختم القرآن فی کل اربعین یوما مرۃ	علما نے کہا ہے کہ حافظ قرآن کو سزاوار ہے کہ ہر چالیس دن میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرتا رہے -

ابوداؤد وترمذی میں مروی ہے کہ آنحضرت نے عبد اللہ بن عمر کو فرمایا کہ "تم چالیس روز میں قرآن ختم کیا کرو" لیکن اگر چالیس روز سے کم مدت میں ختم کرے تو اور اچھا ہے - جیسا کہ مجمع البحار میں مذکور ہے -

اقرءوا القرآن فی کل شہر اشارۃ الی التدبر فیہ والمختار تکثیرہ الی حیث یمکنہ	اس حدیث میں کہ قرآن کو ہر ایک مہینے میں ختم کرو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن میں تدبر کرنا چاہیئے اور مختار

[۱] انوار الاذکیاء ۱۲   [۲] نفحات الانس ۱۲

ستن بہ کا	یہ ہے کہ جتنی مدت میں ختم کرنا تدبر کیساتھ ممکن ہے اتنی مدت میں ختم کیا جاسکتا ہے

بعض حدیثوں سے بظاہر تین دن سے کم میں ختم کرنے کی ممانعت پائی جاتی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا جس نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے اسکو نہیں سمجھا۔"

مرقات میں لکھا ہے کہ ایک جماعت سلف کی ظاہر حدیث پر چلی ہے وہ قرآن کو ہمیشہ تین دن میں ختم کیا کرتی تھی اور تین دن سے کم میں ختم کو مکروہ جانتی تھی مگر اوروں نے اسکو نہیں لیا اس لئے کہ اصولین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ مفہوم عدد حجت نہیں۔ بعضوں نے رات دن میں ایک ختم کیا۔ بعضوں نے دو، بعضوں نے تین اور ایک رکعت میں بے شمار لوگوں نے پڑھا ہے۔"

ذیل میں تمثیلاً چند بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنھوں نے قلیل مدت میں قرآن ختم کیا ہے۔

1 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھا ہے۔ (تبییض الصحیفہ)

2 سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کعبے کے اندر پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھا ہے۔ (ترمذی)

3 تمیم داری رض نے بھی ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے۔ (تبییض الصحیفہ)

4 امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ تمام رات بیدار رہا کرتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ تیس سال تک یہی معمول رہا۔[۵۱] (مقدمہ عمدۃ الرعایہ)

۵۱ آپ رمضان شریف میں اکسٹھ ختم قرآن کا اس طریقہ سے کیا کرتے تھے کہ دن کو ایک ختم رات کو ایک ختم اور روزانہ تراویح میں

5 امام شافعی علیہ الرحمہ ہر مہینے میں تیس ختم اور ماہ رمضان میں ساٹھ ختم ایک دن کو اور ایک رات کو کیا کرتے تھے (مناقب الشافعی)

6 حضرت غوث اعظم رض نے پندرہ برس بعد نماز عشا ایک پیر سے کھڑے ہو کر صبح تک قرآن مجید ختم کیا ہے (محفل گیارھویں)[۵۱]

7 محمود بن یوسف بن معدان رح باوجود کسب وعمل کے ہر روز ایک ختم کیا کرتے تھے (نفحات الانس)

8 خواجہ خدیفہ مرعشی رح ہر رات کو ایک ختم کیا کرتے تھے۔ (انوار العارفین)

9 شیخ ابوالحسن ہنکاری رح نماز عشا کے بعد سے نماز تہجد تک دو ختم پڑھا کرتے تھے (انوار العارفین)

10 خواجہ ابواحمد چشتی رح دن کو ایک ختم اور رات کو دو ختم کرتے تھے۔ (انوار العارفین)

11 سلیم ایک شب میں تین ختم پڑھا کرتے تھے (عینی شرح صحیح بخاری)

12 محمد بن فازہ رح ہر روز تین ختم قرآن کا ورد رکھتے تھے (نفحات الانس)

13 خواجہ یوسف رح رات دن میں پانچ ختم کیا کرتے تھے[۵۲]۔ (انوار العارفین)

14 ابن کاتب صوفی رح چار ختم دن کو اور چار رات کو کیا کرتے تھے (مرقات)

15 شیخ موسی سدرانی رح رات دن میں ستر ختم کیا کرتے تھے[۵۳]۔ (مرقات)

۵۱ مولفہ جناب مولوی حکیم محمد رشید صاحب فتحپوری ۱۲ ۵۲ خواجہ یوسف علیہ الرحمہ کو قرآن حفظ نہیں تھا اس لئے مغموم رہا کرتے تھے ایک رات اپنے پیر خواجہ ابو محمد کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ سو بار پڑھو۔ اس سے مراد بر آئیگی۔ فی الواقع اس کے پڑھنے سے انکو سارا قرآن حفظ ہو گیا (انوار العارفین)

۵۳ اس کے متعلق اگر تحقیق منظور ہو تو مرقات کا مطالعہ کیا جائے ۱۲

علاوہ ان بزرگوں کے اور بشیار اکابرین سے کم مدت میں ختم کرنا منقول ہے مگر انکا ذکر یہاں بخوف طوالت نہیں کیا جاتا جسکو زیادہ کا شوق ہو بزرگوں کے سیر و تراجم کی طرف رجوع کرے۔

مالا بدمنہ میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ ہر روز اتنا پڑھے جس پر مداومت کر سکے مہینے میں ایک یا دو یا تین ختم کرے اور اکثر صحابۂ کرام سات راتوں میں ختم کیا کرتے تھے"

سراج القاری میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شب جمعہ کو قرآن شریف شروع کرتے اور شب پنجشنبہ کو ختم کرتے تھے اسی لئے قرآن شریف سات منزل کیا گیا (۱) سورۂ فاتحہ سے سورۂ نسا تک (۲) سورۂ مائدہ سے سورۂ توبہ تک (۳) سورۂ یونس سے سورۂ نحل تک (۴) سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ فرقان تک (۵) سورۂ شعرا سے سورۂ یٰس تک (۶) سورۂ والصفات سے سورۂ حجرات تک (۷) سورۂ ق سے آخر تک"

الغرض چالیس روز یا اس سے کم میں ختم کرنا چاہیے اور ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ سال بھر تک قرآن کی تلاوت چھوڑ بیٹھے اور رمضان آئے تو اس کا دور شروع کرے۔

رسالہ **البیان الجزیل** میں لکھا ہے کہ اس زمانہ کے اکثر حفاظ اس بلا میں مبتلا ہیں۔ اکثر فخریہ کہتے ہیں کہ ہمیں سال بھر پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوتا مگر رمضان میں سنا دیتے ہیں۔ مقصود یہ کہ لوگ کہیں آپ کا حافظہ بہت اچھا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ حفظ کلام اللہ کا فائدہ تو یہی ہے کہ بکثرت تلاوت کیجائے نہ یہ کہ

نمائش کرکے اور اپنی تعریف کراکے مستحق جہنم ہوے"

(**تنبیہ**) رسالۂ مذکور میں مرقوم ہے کہ حافظ قرآن کو چاہیئے کہ جس قدر قرآن مجید تلاوت کرنا ہو تہجد میں پڑھے[1] صحابہ۔ تابعین اور بزرگان سلف کی علی العموم یہی عادت تھی کہ تہجد میں ہی قرآن مجید پڑھا کرتے تھے"

فصل ۵ چند مسائل جو حفاظ قرآن کے حسب حال ہیں ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ انکا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۔ قرآن کا زبانی پڑھنا بلا وضو بھی جائز ہے جیسا کہ عام کتب فقہ میں مذکور ہے لیکن اگر باوضو پڑھے تو اچھا ہے جیسا کہ بعض کتابوں میں منقول ہے۔

مسئلہ ۲۔ خروج ریح کی حالت میں زبانی بھی نہ پڑھنا چاہیے۔ اتنی دیر توقف کرنا چاہیئے جیسا کہ اتحاف السادہ میں مرقوم ہے۔

مسئلہ ۳۔ سواری پر اور پیادہ چلتے ہوے قرآن شریف پڑھنے میں مضائقہ نہیں مگر نجاست کی جگہ پڑھنا مکروہ ہے (قنیہ)

مسئلہ ۴ لیٹے لیٹے قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر پڑھتے وقت اپنے دونوں پاؤں کو سمیٹے رہنا چاہیئے۔ (خزانتہ الروایات)

مسئلہ ۵۔ عورت سوت کاتتے وقت اور مرد کپڑا بنتے وقت قرآن پڑھے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ دل حاضر رہے۔ اسیطرح اور پیشہ ور اپنا پیشہ کرتے وقت قرآن پڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اوس سے کچھ خلل نہو۔

[1] حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ قرآن کا نماز میں پڑھنا غیر نماز میں پڑھنے سے افضل ہے جیسا کہ مشکوٰۃ میں منقول ہے

(خزانۃ الروایات)

مسئلہ ۶ - قبر کے پاس قرآن پڑھنا امام اعظم رح کے نزدیک مکروہ ہے اور امام محمد رح کے نزدیک مکروہ نہیں - اور فتویٰ اسی پر ہے - (فتاویٰ عالمگیری)

باقی اور مسائل قرات و آداب تلاوت کو دوسری کتابوں میں دیکھنا چاہیئے یہاں نہ انکی تفصیل کی گنجایش ہے اور نہ یہ اُس کا محل ہے -

فصل ۶ - جسطرح تمام عبادات میں اجر و ثواب کے لئے خلوص نیت شرط ہے اسی طرح قرآن کی تلاوت و حفظ میں بھی شرط ہے - لہذا عموماً ہر مسلمان اور خصوصاً حفاظ قرآن کو چاہیئے کہ قرآن کی تلاوت وغیرہ میں خاص رضاے الٰہی کی نیت رکھیں - حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن فی سبیل اللہ پڑھے گا وہ گروہ صدیقین و شہدا و صالحین کے ہمراہ ہوگا اور یہ لوگ کیسے اچھے ساتھی ہیں[۴۹] -

غرض یہ کہ اس کام میں اپنی نمائش یا دنیاوی اغراض کو دخل نہیں دینا چاہیئے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ ایک قاری سے کہیگا کہ میں نے تجھے جو نعمتیں دی تھیں تو نے ان کے شکریہ میں میرا کیا کام کیا وہ کہیگا میں نے قرآن پڑھا اور پڑھایا - اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ میرے لئے نہیں پڑھا - پڑھایا بلکہ اس لئے کہ لوگ قاری کہیں سو لوگوں نے کہا - پھر حکم ہوگا کہ اسکو منھ کے بل گھسیٹ کے جہنم میں ڈالدو[۵۰]"

---

۴۹ تفسیر اتقان ۱۲ ، ۵۰ رسالۃ البیان الجزیل ۱۲ -

مشکوٰۃ شریف میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قرآن اس غرض سے پڑھے کہ بذریعہٗ اس کے لوگوں سے کھانا طلب کرے وہ قیامت کے روز اس حال میں ہوگا کہ اس کا چہرہ صرف ہڈی ہی ہڈی رہے گا - اس پر گوشت کا نام نہ ہوگا یعنی نہایت ذلیل و خوار ہوگا[۵۱]"

مرقاۃ میں لکھا ہے کہ چونکہ اس نے اشرف چیز (کلام اللہ ۱۲) اور بزرگ عضو (دل ۱۲) کو ایک ادنیٰ و ردی چیز کے حصول کا ذریعہ بنایا اس لئے وہ قیامت کے روز نہایت قبیح صورت اور بدتر حالت میں ہوگا[۵۲]"

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن سیکھو اور اس سے جنت طلب کرو - قبل اس کے کہ اُس کے ذریعہ سے دنیا طلب کی جائے - کیونکہ قرآن تین قسم کے لوگ پڑھینگے - بعض فخر و مباہات کے لئے - بعض حصول معاش کے لئے اور بعض خدا کی خوشنودی کے لئے[۵۳]"

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی امیر کے پاس قرآن پڑھیگا اللہ تعالیٰ اس پر ہر ایک حرف کے بدلے جو اس نے اس کے پاس پڑھا ہوگا ایک لعنت اور اس امیر پر دس لعنتیں بھیجیگا اور قرآن مجید قیامت کے روز اس سے جھگڑا کریگا - پس وہ وہاں اپنی موت کو پکاریگا اس پر اُس سے کہا جائے گا کہ ایک ہی ہلاکی کو نہیں بہت سی ہلاکیوں کو پکارو[۵۴]" ظاہر ہے کہ یہ وعید اسی صورت میں ہے جبکہ قاری و امیر کی اس میں

---

۵۱ کنز العمال ۱۲ ۵۲ کنز العمال ۱۲

کوئی دنیاوی غرض ہو اور اس سے خوشنودی خدا و ثواب آخرت مطلوب نہ ہو۔

استیجار بالقرآن کا مسئلہ مختلف فیہ ہے یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں جسکو اس کی تحقیق منظور ہو۔ فتح القدیر[1] - عینی شرح ہدایہ[2] - شامی[3] - فتاوی تنقیح حامدیہ[4] - جوہرہ نیرہ[5] - سراج الوہاج[6] - تفسیر عزیزی[7] - رسالہ مفتی حمزہ[8] - رسالہ علامہ شامی[9] وغیرہ سے تحقیق کرلے[10]۔

بہرحال اس میں شک نہیں کہ احتیاط پر عمل کرنا بہتر ہے لھذا ہر مسلمان خصوصاً حافظ قرآن کو چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو احتیاط کرے۔ دنیا میں گزر اوقات کی ہزاروں صورتیں ہیں ان میں سے کوئی صورت اپنی حیثیت وشان کے لائق اختیار کرلے۔ علمائے اعلام و اولیائے کرام ہمیشہ سے احتیاط کرتے آئے ہیں اور قرآن کی حرمت کا بہت پاس کیا ہے۔

حکایت ابوشامہ رح شرح شاطبی میں فرماتے ہیں کہ ابو عمارہ حمزہ بن زیات میں جیسا کہ زہد و تقوی اور قرآن پر اجرت لینے سے اجتناب کا وصف تھا ویسا کسی اور میں قراء سبعہ سے نہیں تھا یہانتک کہ جریر بن عبدالحمید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حمزہ بن زیات سخت گرمی کے زمانہ میں میرے پاس آئے میں نے پانی پینے کی غرض سے حاضر کیا تو انہوں نے محض اسوجہ سے انکار کیا اور نہیں پیا کہ میں ان سے قرآن پڑھتا تھا" یعنی اس خیال سے نہیں پیا کہ کہیں یہ قرآن پڑھانے کا معاوضہ نہ ہو جائے۔

[10] مجموعہ رسائل مفتی حمزہ ومجموعہ رسائل علامہ شامی مطبوعہ مصر کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے ۱۲

حکایت۔ خزانۃ الروایات میں بعض کتابوں سے منقول ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے صاحبزادہ حماد کو ایک معلم کے سپرد کیا۔ معلم جب الحمد للہ سکھا چکا آپ نے پانسو درم اس کے پاس بھیجدیئے۔ معلم اس سے بہت خوش ہوا۔ آپ یہ بات سنکر بہت ناراض ہوئے حماد کا بھیجنا موقوف کردیا اور فرمایا کہ اس کے نزدیک قرآن مجید کی کچھ وقعت نہیں"

حکایت۔ ابونصر سراج علیہ الرحمہ ایک بار ماہ رمضان المبارک میں بغداد پہونچے۔ لوگوں نے آپکو مسجد شونیزیہ میں ایک خلوتخانہ دیا اور درویشوں کا امام بنایا۔ آپنے عید تک درویشوں کی امامت کی اور تراویح میں پانچ قرآن ختم کئے۔ خادم ہر رات کو آتا اور ایک ٹکیا آپکے حجرے کے دروازہ پر رکھ جاتا آپ اٹھاکر اندر ایک کونے میں رکھدیتے۔ جب عید کی نماز پڑھکر آپ کہیں کو راہی ہوئے تو لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ تیسوں ٹکیاں ایک کونے میں دھری ہیں سب متعجب رہ گئے[1]۔"

(**تنبیہ**) بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ بعض حفاظ ایک ہی رات میں دو دو تین تین جگہیں تراویح پڑھاتے ہیں اور یہ مشقت محض اپنی ذاتی غرض کے لئے اٹھاتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ کتب فقہ میں اس کی ممانعت ہے۔

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:۔

امام یصلی التراویح فی	یہ جائز نہیں کہ ایک ہی امام دو مسجدوں میں

[1] انوار الاذکیاء ۱۲

پوری تراویح پڑھائے جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے اور فتویٰ اسی قول پر ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے۔	مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لا یجوز کذا فی محیط السرخسی والفتوی علی ذلک کما فی المضمرات

بعض حفاظ ایسا بھی کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں کئی ختم کرتے ہیں۔ اس صورت میں اگر مقتدی جداگانہ نہوں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر ہر ختم میں مقتدی جداگانہ ہوں تو بعض فقہا کا خیال ہے کہ دوسرے ختم کے مقتدی کو ختم مسنون کا ثواب نہیں ہوتا۔ نماز نفل کا ثواب ہوتا ہے کیونکہ امام کی سنت پہلے ہی ختم سے ادا ہوگئی۔ یہ دوسرا ختم اس کے حق میں نفل ہے اور بعضوں کی رائے ہے کہ نہیں۔ ختم مسنون کا ثواب ہوگا۔ اس مسئلہ کو استاذ الاستاذ جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی قدس سرہٗ نے اپنے فتاوی میں صراحت سے بیان کیا ہے اور کتاب خزانۃ الروایات میں بھی اس کی تفصیل ہے۔

بعض بعض مقامات پر دیکھا گیا کہ نابالغ حافظ کو تراویح میں بالغوں کا امام بناتے ہیں۔ اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر فقہا عدم جواز کے قائل ہیں اور بعض اس کو جائز رکھتے ہیں جیسا کہ کتاب نفع المفتی والسائل میں مصرح ہے۔ پس حفاظ قرآن کو ان امور کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ اور عام مسلمانوں کو بھی ان مسائل سے آگاہ ہونا ضرور ہے۔

الغرض جہاں تک ہوسکے راجح اور قوی روایات پر عمل کرنے کی کوشش کیجائے۔

خاتمہ

(چند ہدایات کے بیان میں)

(۱) اگرچہ حفظ قرآن کے لئے کسی سن کی قید نہیں ہے۔ ہر عمر میں آدمی حفظ کرسکتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اپنی اولاد کو بچپن ہی سے حفظ کرایا جائے کیونکہ بچپن کا حفظ کیا ہوا النقش فی الحجر کی شان رکھتا ہے۔ اسی مصلحت سے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ نابالغ بچوں کو بلا وضو بھی مس قرآن جائز ہے جیسا کہ عام کتب فقہ میں مصرح ہے۔

(۲) جو شخص قرآن حفظ کرنے کا ارادہ کرے اس کو چاہیئے کہ اس سے خاص رضائے الٰہی کی نیت رکھے۔ اپنے نام و نمود یا کسی اور دنیاوی غرض سے حفظ نہ کرے ورنہ یہ حفظ اس کے حق میں قیامت کے روز وبال جان ہوگا جیسا کہ باب دوم میں بیان کیا گیا۔

(۳) حافظ قرآن اور حفظ کرنے والے کو ان امور کا پابند رہنا چاہیئے جنکی رعایت حفاظ قرآن کو لازم ہے۔

(۴) جو چیزیں موجب نسیان[1] ہیں ان سے پرہیز کرے اور جن سے قوت حافظہ میں ترقی ہوتی ہے انکو عمل میں لائے۔

بعض علماء[2] سے منقول ہے کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے گا اُسکو کبھی نسیان نہوگا

۱؎ علامہ شامی نے بعض اسباب نسیان کو ردالمحتار جلد اول بیان سُور میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ
۲؎ مجربات دیربی ۱۲

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَىَّ فُتُوْحَ الْعَارِفِيْنَ بِحِكْمَتِكَ وَانْشُرْ عَلَىَّ رَحْمَتَكَ وَذَكِّرْنِيْ مَا نَسِيْتُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

بعض نے ذکر کیا ہے[۱] کہ ابیات ذیل کا ہمیشہ پڑھنا دفع نسیان و قوت حافظہ کے لئے مفید ہے۔

ابیات

كَلَامٌ قَدِيْمٌ لَا يُمَلُّ سَمَاعُهُ	تَنَزَّهَ عَنْ قَوْلٍ وَفِعْلٍ وَنِيَّةٍ
بِهٖ اَشْتَفِيْ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَنُوْرُهُ	دَلِيْلٌ لِقَلْبِيْ عِنْدَ جَهْلِيْ وَحَيْرَتِيْ
فَيَا رَبِّ مَتِّعْنِيْ بِسِرِّ حُرُوْفِهٖ	وَنَوِّرْ بِهٖ قَلْبِيْ وَسَمْعِيْ وَمُقْلَتِيْ

(۵) ہر روز جتنی آیتیں یاد ہوسکیں یاد کرے لیکن شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے بہتر یہ ہے کہ ہر روز صرف پانچ آیتیں یاد کرے۔ اسکی عبارت یہ ہے وَمِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّحْفَظَ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ آيَاتٍ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا فَاِنَّهٗ اُنْزِلَ كَذٰلِكَ۔[۲]

(۶) سبق شروع کرتے وقت اس دعا کا پڑھ لینا بہتر ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَهْمِ وَاَكْرِمْنَا بِنُوْرِ الْفَهْمِ وَافْتَحْ عَلَيْنَا بِمَعْرِفَةِ الْعِلْمِ وَحَسِّنْ اَخْلَاقَنَا بِالْحِلْمِ وَسَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔[۳]

[۱] مجربات دیربی ۱۲ [۲] جامع صغیر میں یہ حدیث مروی ہے۔ کان یاخذ القرآن من جبریل خمسا خمسا ۱۲ [۳] مجربات دیربی ۱۲

(۷) جو شخص قرآن حفظ کرچکا ہو اور اسکو اس کے بھول جانے کا اندیشہ ہو وہ یہ دعا پڑھا کرے اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْكِتَابِ بَصَرِيْ وَاشْرَحْ بِهٖ صَدْرِيْ وَاسْتَعْمِلْ بِهٖ بَدَنِيْ وَاَطْلِقْ بِهٖ لِسَانِيْ وَقَوِّ بِهٖ جَنَانِيْ وَاَسْرِعْ بِهٖ فَهْمِيْ وَقَوِّ بِهٖ عَزْمِيْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔[۱]

(۸) جس کسی کو حفظ کرنے میں وقت معلوم ہو اور وہ یاد کرکے بھول جاتا ہو وہ ترکیب ذیل پر عمل کرے۔

(۱) ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو قرآن حفظ کراتے تھے اور وہ بھول جایا کرتا تھا انکو اس بات کا بہت غم تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تو یہ ترکیب کر کہ الرحمٰن علم القرآن۔ بحسبان تک - ان علینا جمعه - بیانه تک - اقرء وربك الذی - مالم یعلم تک - سنقرءك فلا تنسی - یخفی تک کسی برتن میں لکھ اور اسکو پانی سے دھوکے لڑکے کو پلادے وہ جو کچھ سنیگا حفظ کرلیگا۔ انہوں نے اس خواب پر عمل کیا۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ اسکے بعد لڑکے نے جو کچھ سیکھا یا پڑھا وہ اس کی برکت سے نہ بھولا بلکہ اسکی سمجھ اور زیادہ ہوگئی۔[۲]

(۲) روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوء حافظہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ

[۱] مجربات دیربی ۱۲ [۲] مجربات دیربی ۱۲

وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ يَا مَنْ يَّعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔"

(۳) ترمذی شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ یکایک علی بن ابی طالب آئے اور کہنے لگے۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ قرآن میرے سینے سے نکل جاتا ہے اور میں اس پر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے ابوالحسن میں تمھیں ایسے کلمات نہ بتلادوں جن سے تمہیں اور جسے تم بتلاؤ اُسے اللہ تعالیٰ نفع دے اور جو کچھ تم سیکھو اس کو تمھارے سینے میں ثابت رکھے۔ حضرت علی رضؓ نے کہا جی ہاں ضرور ارشاد فرمائے آپ نے فرمایا۔

"شب جمعہ کو اگر ہوسکے اخیر تہائی رات میں اٹھو کیونکہ وہ ساعت "
"مشہود ہے اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اخی یعقوب نے ابنی "
"اولاد کے حق میں دعا کرنے کے واسطے اسی وقت کو پسند کیا "
"تھا اور اگر یہ نہ ہوسکے تو بیچ کی تہائی میں اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اول "
"کی تہائی رات میں اٹھو اور چار رکعتیں اس طرح ادا کرو کہ پہلی میں "
"سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰسٓ۔ دوسری میں سورۂ فاتحہ اور حٰمٓ الدخان "
"تیسری میں سورۂ فاتحہ والم تنزیل السجدہ اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ "

ہ مجربات دیربی ۱۲ -

"وتبارک مفصل (سورۂ ملک) پڑھو اور جب تشہد سے فارغ ہو "
"اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح حمد وثنا کرو۔ مجھ پر اور کل انبیاء پر درود پڑھو "
"اور تمام مومنین ومومنات اور اپنے ان بھائیوں کے لئے جو پہلے "
"ایمان کے ساتھ گزر گئے ہیں استغفار کرو پھر اس کے آخر میں یہ "
"کہو۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ أَبَدًا مَّا أَبْقَيْتَنِيْ "
"وَارْحَمْنِيْ أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ "
"النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ "
"وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا "
"تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ "
"أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ وَارْزُقْنِيْ "
"أَنْ أَتْلُوَهٗ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ "
"بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ "
"وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ "
"وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَأَنْ تُطْلِقَ "
"بِهٖ لِسَانِيْ وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِيْ وَأَنْ تَشْرَحَ "
"بِهٖ صَدْرِيْ وَأَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِيْ فَإِنَّهٗ لَا يُعِيْنُنِيْ "
"عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا "
"قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ "
"اے ابوالحسن! ایسا ہی تین۔ یا پانچ۔ یا سات جمعہ تک کرو اللہ کے "

"حکم سے تمہاری دعا قبول ہوگی۔ بخدا اس میں کبھی کسی مومن کو"
"ناکامی نہیں ہوتی ہے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ علی بن ابی طالب پانچ یا سات جمعہ کے بعد ویسے ہی مجلس میں پھر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے میرا یہ حال تھا کہ میں چار آیتیں یا اس کے قریب سیکھتا تھا جب زبانی پڑھنے لگتا تھا تو بالکل بھول جاتا تھا اور اب چالیس آیتیں یا اس کے قریب سیکھتا ہوں جب زبانی پڑھتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کتاب میری آنکھوں کے سامنے رکھی ہے۔ اور پہلے جب کوئی حدیث سنتا تھا اور پھر دہرانا چاہتا تھا تو ذہن سے نکل جاتی تھی اور اب بہت سی حدیثیں سنتا ہوں وہ اس طرح یاد رہتی ہیں کہ بیان کرتے وقت ان میں سے کوئی حدیث نہیں چھوٹتی۔ آپ نے فرمایا۔ قسم ہے رب کعبہ کی اے ابوالحسن تم مومن ہو فقط

ضمیمہ

بعض رسالوں میں[1] علامہ منذری کی کتاب ترغیب وترہیب سے ایک روایت منقول ہے جو عموماً ہر دیندار مسلمان اور خصوصاً حفاظ قرآن کی ترغیب وتحریص کا باعث ہے۔ لہٰذا آخر رسالہ میں بطور ضمیمہ کے وہ روایت نقل کی جاتی ہے۔

روایت - معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے[1] مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی رات کو نماز پڑھے اس کو چاہئیے کہ قرأت بالجہر کرے۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھتے اور اس کی قرأت سنتے ہیں۔ اور گرد و پیش کے مومن جنات اس کی اقتدا کرتے ہیں۔ اس کی قرأت کی برکت سے اس کے گھر اور اس کے آس پاس سے فساق و شریر جنات بھگائے جاتے ہیں اور جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس پر ایک نورانی خیمہ ہوتا ہے جس کی روشنی میں آسمان والوں کو راہ ملتی ہے جس طرح تم کو عمیق دریا اور ویران وادی میں تاروں کے ذریعہ سے راہ ملتی ہے۔ جب قاری مر جاتا ہے تو یہ خیمہ اٹھ جاتا ہے۔ فرشتے آسمان سے دیکھتے ہیں۔ جب یہ روشنی نظر نہیں آتی تو اس کی روح سے ہر آسمان پر ملاقات کرتے ہیں اور اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور ملائکہ محافظ اس کا استقبال کرتے ہیں اور فرشتے قیامت تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ جو آدمی رات کو نماز میں قرآن

[1] الاحسان فی تعلیم القرآن مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۲ [1] اسکے بعض اسانید میں غرابت ہے جیسا کہ منذری نے لکھا ۱۲

پڑھتا ہے رات کی وہ ساعت آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اسے
عین وقت پر بیدار اور ہوشیار کر دینا اور اس پر سبک ہو جانا۔ جب یہ قاری مرتا
ہے اور اس کے گھر والے اس کی تیاری میں ہوتے ہیں تو قرآن بصورت حسین
آتا ہے اور اس کے سرہانے کھڑا رہتا ہے۔ جب یہ کفن میں لپیٹا جاتا ہے قرآن
اُس کے سینہ پر ہوتا ہے۔ جب یہ قبر میں اُتارا جا چکا اور اس کی دوست وآشنا متفرق
ہو گئے اُس وقت منکر نکیر آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں تو قرآن اس کے اور
فرشتوں کے درمیان میں ہو جاتا ہے فرشتے کہتے ہیں تو ہٹ جا یا ایک طرف ہو جا
کہ ہم سوال کریں۔ قرآن کہتا ہے بخدا ایسا نہیں ہو سکتا یہ میرا دوست اور ساتھی تھا
تم اسکو کسی حال سے نہیں پا سکتے۔ اگر تمکو کسی شئے کا حکم ہے تو تم اپنے حکم کو
پورا کر دا اور مجھے یہیں چھوڑ دو۔ اس لئے کہ میں اسے جدا نہیں کر سکتا۔ تاوقتیکہ
جنت میں نہ لے جاؤں۔ پھر قرآن اپنے ساتھی کو دیکھکر کہتا ہے میں وہی قرآن
ہوں جسے تو جہر و خفا سے پڑھتا اور دوست رکھتا تھا۔ میں بھی تجھے دوست
رکھتا ہوں۔ اور جسے میں دوست رکھتا ہوں اُسے اللہ بھی دوست رکھتا ہے
تجھپر منکر نکیر کے سوال کے بعد کوئی رنج و غم نہیں ہے۔ پھر منکر نکیر سوال کر کے
چلے جاتے ہیں۔ صرف یہ اور قرآن دونوں رہ جاتے ہیں تو قرآن کہتا ہے
میں تیرے لئے نرم فرش اور بہتر چادر مہیا کرتا ہوں۔ کیونکہ تو نے راتوں کی
نیند کھوئی اور دن کو مشقت اٹھائی ہے۔ پھر قرآن آسمان کی طرف بلند ہو جاتا
ہے اور پل بھر میں حق سبحانہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر یہ چیزیں مانگتا ہے
تب اُسے عنایت ہوتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ دس لاکھ فرشتے اُترتے ہیں جو

چھٹے آسمان کے ملائکہ ہوتے ہیں۔ پھر قرآن قبر میں آکر اُسے دعا دیتا ہے اور
کہتا ہے اے قاری! کیا تجھے (میرے بعد) وحشت ہوئی میں جب سے تجھسے
جدا ہوا اتنا ہی کیا کہ حق سبحانہ تعالےٰ سے کلام و سوال کر کے تیرے لئے یہ نعمتیں
حاصل کیں۔ فرش اور چادر اور کنجی تیرے لئے لایا ہوں تو اُٹھ تاکہ فرشتے
فرش بچھائیں پھر یہ فرشتے نہایت سہولت سے اُسے اُٹھاتے ہیں اور اسکی
قبر کو چار سو برس کی راہ کے برابر وسیع کرتے۔ اور فرش حریر بچھا دیتے ہیں
جس میں روئی کی جگہ مشک و اذخر بھرا ہوتا ہے اور اس کے پاؤں اور سر کے
تلے سندس و استبرق رکھا جاتا ہے۔ اور دو چراغ جنت کے نور سے
جلائے جاتے ہیں۔ ایک پاؤں کے پاس۔ ایک سر کے پاس۔ یہ دونوں
قیامت تک روشن رہیں گے۔ پھر فرشتے اُسے دہنی کروٹ پر قبلہ رو
لٹا دیتے ہیں۔ اور جنت کی چنبیلی اس کے لئے لائی جاتی ہے۔ فرشتے چلے
جاتے ہیں۔ صرف قاری اور قرآن رہ جاتے ہیں تو قرآن یاسمین جنت لیکر
اس کی ناک پر رکھتا ہے اور وہ سونگھا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کو
مبعوث ہوگا۔ پھر قرآن اس کے گھر پہ آکر رات دن خبر گیری کرتا ہے اور
جسطرح والد شفیق نگران و خبر گیراں رہتا ہے اسی طرح یہ بھی رہتا ہے اگر
اس کا کوئی لڑکا قرآن پڑھتا ہے تو قرآن اُسے بشارت دیتا ہے اور
اگر اس کی اولاد بد ہوتی ہے تو یہ اُن کے حق میں خیر و صلاح کی دعا
کرتا ہے۔"

قطعۂ تاریخ طبع رسالہ مکارم الحفظ

طبعزاد

جناب منشی نصیر الدین خاں صاحب نصیر سلمہ اللہ القدیر

مژدہ ہو تمام حافظوں کو — قسمت کا ستارہ ان کی چمکا
مدت کا لکھا ہوا رسالہ — اب چھپ کے ہوا ہے جلوہ آرا
اس میں ہے بیانِ حفظ قرآں — گویا یہ ہے حفظ کا سراپا
آداب و فضائل و ہدایات — ہیں صورت بدر آشکارا
کچھ وہم و گماں یہاں نہ کرنا — تحقیق کا یہ رہا ہے دریا
جو بات ہے اس میں مستند ہے — ہر امر کا اس میں ہے حوالہ
تفسیر و حدیث و فقہ و تجوید — تاریخ و سیر ہے ماخذ اس کا
عنوان بیاں بھی دل کشا ہے — ہوتی ہے طبیعت اُس پہ شیدا
پڑھنے سے وہ ملتی ہے حلاوت — گویا کہ ابھی ہے شہد کھایا
چھپنے سے زیادہ ہو گئی آب — شرمندہ ہو کیوں نہ دُرِ یکتا
احساں یہ بڑا ہے انجمن کا — پبلک کے لئے اسے چھپایا
یارب! یہ ہماری التجا ہے — جھنڈا ہو بلند انجمن کا
مقبول جہاں ہو یہ رسالہ — گھر گھر ہو خوشی سے اس کا چرچا
مشکور انام ہوں مؤلف — عالم میں ہو اُن کا بول بالا
لکھ دو یہ نصیر طبع کے سن — حفاظ کا رہنما ہے اچھا

سہ ۱۳۳۱

اعلان

اہلِ اسلام کو بشارت دی جاتی ہے کہ مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ نے تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، فلسفۂ اسلام، تاریخ و سیرت، اخلاق و فضائل، معجزات و کرامات، استعانت، ردِّ وہابیت، ردِّ قادیانیت، زیارتِ قبور، علم غیب، طبقاتِ اولیاء، میلاد مبارک، رؤیتِ الٰہی، وحی، عشق و محبت، سماعِ موتیٰ، نداء، جوازِ قیام، وسیلہ، معراج مبارک وغیرہ جیسے اہم مسائل پر مولانا حافظ محمد انوار اللہ فضیلت جنگ علیہ الرحمہ بانی جامعہ نظامیہ و دیگر علماء اعلام کی مدلل عمدہ تصانیف شائع کی ہیں، جن کا مطالعہ ایمان میں تازگی، روح میں بالیدگی پیدا کرتا ہے، لہٰذا ان کتابوں کا ہر مسلمان کے پاس رہنا ضروری ہے۔ چند موجودہ کتابوں کے نام حسبِ ذیل ہیں :-

مقاصد الاسلام اول تا یازدہم۔ افادۃ الافہام حصہ اول۔ مختارات الادب زیدان بدران (عربی) حقیقۃ الفقہ حصہ اول و دوم۔ الکلام المرفوع۔ شمیم الانوار۔ خدا کی قدرت۔ مسئلۃ الرّبوا۔ انوار التمجید۔ نثر المرجان فی رسم القرآن اوّل تا ہفتم، روح الایمان، الوسیلۃ العظمیٰ۔ العروۃ الوثقیٰ، ہدایۃ الترتیل اول و دوم، فتاویٰ نظامیہ اول تا سوم۔ مرجعِ غیب۔ ثبوتِ ذکر جہر۔ شعائر اللہ فی فضائل شعر رسول اللہ، مکارم الحفظ، انوار احمدی۔ سلام الاسلام، معجم المصنفین اول تا چہارم۔ القول الاظہر۔ الحجۃ البازغۃ، حمایت الصلوٰۃ اول و دوم۔

اطلاع مجلس اشاعۃ العلوم کے کام صاحبانِ خیر کے عطایا اور ارکان کی امداد پر چل رہے ہیں۔ علم دوست اصحاب سے خواہش کی جاتی ہے کہ کم از کم ایک سو روپیے کی رکنیت قبول فرمائیں۔ ادائی یکمشت یا بالاقساط بھی ہوسکتی ہے، اراکین کو مجلس اشاعۃ العلوم کی مطبوعات اصلی لاگت پر، اور سابقہ مطبوعات ۳۳ فیصد رعایت کے ساتھ دی جائیں گی۔ تجار حضرات کو بحساب خریدی ۲۰ تا ۳۳ فیصد رعایت دی جائے گی۔

اشاعۃ العلوم کی تمام مطبوعات صبح ۱۰ تا ۴ ساعت دن دفتر اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ حیدر آباد سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

المعلن

محمد خواجہ شریف شیخ الادب

جامعہ نظامیہ و معتمد مجلس اشاعۃ العلوم رجسٹرڈ ۱۰۵۹